خدام الدین

لاہور

بانیٔ ادارہ
شیخ التفسیر
حضرت مولانا احمد علی
قدس سرہٗ

زیارت کے لائق

مجھے اس بات سے تعجب ہے کہ لوگ دنیا میں تو آپ کا مقام یعنی کعبۃ اللہ تلاش کرتے ہیں لیکن دل میں آپ کا مشاہدہ حق نہیں طلب کرتے، حالانکہ آپ کا یہ گھر یعنی خانہ کعبہ کبھی تو موجود ہوتا ہے، اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ موجود نہیں ہوتا، یعنی منہدم ہو جاتا ہے اور دل میں مشاہدہ حق ضرور ہوتا ہے۔ اگر عمارت کعبہ کی زیارت فرض ہے جس پر سال میں ایک دفعہ اللہ تعالیٰ کی نظر ہوتی ہے تو وہ دل جس پر دن رات میں تین سو ساٹھ مرتبہ وہ نظر رحمت کرتا ہے اس کعبہ سے کہیں بڑھ کر زیارت کے لائق ہے" (سیدنا ہجویریؒ)

۵ر دسمبر ۱۹۷۵ء	یکم ذوالحجہ ۱۳۹۵ھ

احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

سنّتِ نبوی ؐ کی پیروی

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ تَمَسَّکَ بِسُنَّتِیْ عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِیْ فَلَہٗ اَجْرُ مِائَۃِ شَہِیْدٍ۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص مضبوط پکڑے میری سنت کو ایسی حالت میں کہ میری امّت بگڑ چکی ہو تو اس کے لیے سو شہیدوں کا ثواب ہے۔

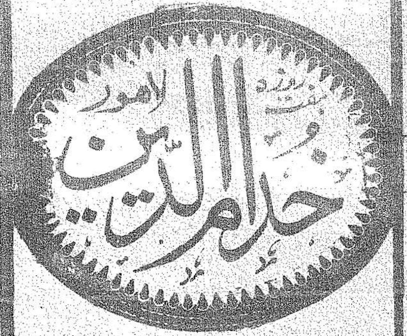
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت میں وہ ساری باتیں آگئیں جو آپؐ نے لوگوں کے سامنے کیں اور کہا کہ اس طرح کرو یا کسی کام سے رکنے کے لیے کہا۔ آپؐ نے پابندی سے نماز پڑھی اور اس کا طریقہ سب کے سامنے خود عمل کرکے رکھ دیا۔ استنجا کرو، وضو کرو۔ پاک صاف بنو، قبلہ کی طرف منہ کرو۔ نیت باندھو، نماز کے لیے پہلے کھڑے ہو، پھر رکوع کرو۔ پھر دو سجدے کرو۔ دو رکعت کے بعد بیٹھو۔ زیادہ رکعتیں پڑھنی ہوں تو کھڑے ہو جاؤ نماز ختم کرنی ہو تو سلام پھیرو۔ جماعت میں پانچ وقت حاضر ہو، خود نیک کام کرو، بُرے کاموں سے بچو، دوسروں کو نیک کام کرنے کو کہو۔ اور برائی سے بچاؤ۔ روپیہ ہو تو محتاجوں اور مفلسوں کو بھی اس میں سے دو، رمضان کے روزے رکھو۔ استطاعت ہو تو حج کرو، قرآن شریف پڑھو، ایک دوسرے کی خیرخواہی کرو۔ کسی کو دھوکہ اور دغا فریب نہ دو۔ جو چیزیں تمام لوگوں کے کام کی ہیں ان کو اپنے پاس دبا کر نہ رکھو۔ صرف اپنی ضرورت کے مطابق اس میں سے لو اور باقی اوروں کے لیے چھوڑ دو، معاملات میں انصاف اور نرمی سے کام لو۔ اپنے حق پر زیادہ زور مت دو۔ دوسروں کا حق فوراً ٹھیک ٹھیک ادا کرو۔ جھوٹ مت بولو۔ چغلیاں نہ کھاؤ، غیبت نہ کرو، گالیاں نہ دو۔ فحش باتوں سے زبان گندی نہ کرو۔ ورنہ رفتہ رفتہ دل گندا ہو جائے گا۔ بڑوں کی عزت کرو، چھوٹوں پر شفقت کرو، اللہ کو ہر وقت یاد رکھو، اس کا ذکر کرو، ہر کام اسی کو سونپ دو۔ خواہ مخواہ کسی سے لڑائی نہ کرو۔ اوروں کے قصور سے درگزر کرو۔ اپنی خطاؤں کا اقرار کرو اور اس کی فوراً تلافی کرو۔ مال، دولت اور عزت میں دوسروں سے بڑھنے کی ہوس مت کرو۔ ہاں نیک کاموں میں سب سے آگے رہنے کی کوشش کرو، یتیموں، بیکسوں اور غریبوں کی خبر لو۔ حاجت مند کی حاجت روا کرو۔ امانت میں خیانت مت کرو۔ سخت دل اور بے درد مت بنو۔

یہ طریقہ ہے جو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے انسان کے لیے اس دنیا میں زندگی بسر کرنے کا مقرر کیا ہے اور خود بھی کیا ہے اس لیے یہی آپؐ کی سنّت ہے اس کو سیکھو اور جاننے والوں سے پوچھو اور اسی پر چلنے کو اپنے اوپر لازم قرار دو اسی کے معلوم کرنے کا نام علم ہے۔

مسلمانوں میں اگر نماز کی طرف غفلت ہونے لگے انہیں دنیا کے جھگڑوں میں پھنسے رہنے کی عادت پڑ گئی ہو۔ وہ خواہش کے غلام بن گئے ہوں روپیہ جمع کرنے کی علّت لگ گئی ہو، دوسروں کے پاس چاہے کچھ بھی نہ رہے مگر ان کو اپنا گھر … سے کام ہو، دھوکے بازی کا بازار گرم ہو۔ فسق و فجور، مضر صحت باتوں کو پسند کیا جاتا ہو رشوت، لوٹ مار، ظلم، اغوا، شہوت زنی عام مشغلے ہو گئے ہوں۔ نیک لوگوں کی برملا توہین کی جاتی ہو، ان پر آوازے کسے جاتے ہوں۔ نماز روزہ بالائے طاق رکھ دیے گئے ہوں اور اگر کہیں ہو بھی تو فقط دکھاوے کے لیے اور رسم و رواج کے طور پر ہوں۔ قرآن و حدیث سے منہ موڑ لیا گیا ہو،

(باقی صفحہ ۱۹ پر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم



— جاری کردہ —
شیخ التفسیر
حضرت مولانا احمد علی قدس سرہ العزیز

— مدیر مسئول —
جانشین شیخ التفسیر
مولانا عبید اللہ انور

رئیس التحریر
مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود مدظلہ

— مدیر —
محمد سعید الرحمن علوی

مولانا محمد اجمل
زاہد الراشدی
صالح محمد حضروی

بدل اشتراک

سالانہ	۲۶ ——— ۰۰
ششماہی	۱۴ ——— ۰۰
سہ ماہی	۷ ——— ۰۰
فی شمارہ	۰ ——— ۶۰

بہی خواہانِ ملک و ملت سے!

وطن عزیز پاکستان اس وقت جس صورتِ حال سے دوچار ہے اس سے ہر چھوٹا بڑا واقف و آگاہ ہے۔

ملک کا کوئی شعبہ لے لیں، کسی شعبہ سے تعلق رکھنے والے افراد کو دیکھ لیں ہر طرف آپ کو "تن ہمہ داغ داغ شد" والی صورت نظر آئے گی۔

کسی بھی مملکت میں انتظامیہ، عدلیہ اور مقننہ ہی وہ شعبے ہیں جن کی بہتری پر ملک کی صلاح و فلاح کا دار و مدار ہے۔ لیکن ہمارے یہاں دورِ آمریت میں "تطہیر" کے خوبصورت اور حسین عنوان سے انتظامیہ کی اصلاح کا جو ڈول ڈالا گیا تھا اس نے "عوامی آمریت" کے دور میں اتنی ترقی کی کہ آج انتظامیہ کا ہر فرد اپنے سر پر تطہیر و اصلاح کی نام نہاد "تلوار لٹکتی" محسوس کرتا ہے — خدا گواہ ہے کہ وہ بدعنوان اور بدقماش افراد جو انتظامیہ میں گھسے ہوئے ہیں ان میں سے کسی ایک سے بھی ہمیں ذرہ برابر دلچسپی نہیں بلکہ ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ جس طرح حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک گورنر کو بعض شکایات کے پیشِ نظر واپس مدینہ میں بلا کر ٹاٹ کا لباس پہنا کر بیت المال کی بکریاں چرانے پر مامور کر دیا تھا اسی طرح نااہل، بدعنوان اور بدکردار اہلکاروں سے سلوک ہو۔ لیکن معاف کیجئے کہ جو بھونڈا انداز اصلاح و تطہیر کے عنوان سے یہاں اختیار کیا گیا اس کی ہم ایک لمحہ کے لیے بھی تائید نہیں کر سکتے۔ اس غلط اور ناروا طرزِ عمل کا نتیجہ واضح ہے کہ انتظامیہ کا ہر فرد اپنے کو شہنشاہ معظم کا ذاتی ملازم سمجھ کر اس کے ہر حکم کی تعمیل کرنا ہی اپنا فرض منصبی سمجھتا ہے اور ضمیر نام کی کسی چیز کا یہاں تلاش کرنا عبث و بے سود ہے۔

عدلیہ کسی بھی ملک و معاشرہ کا وہ انتہائی قابلِ احترام و تعظیم ادارہ ہے جو حکمرانوں اور اس قماش کے دوسرے افراد کی بے لگامی کا مؤثر سدِ باب کر کے ان کو راہ راست پر رکھنے کے لیے بنیادی کردار ادا کرتا ہے — اور اسلام نے اپنے تئیں عدلیہ کو جس بلند تر اعزاز سے نوازا اور پھر دورِ مسعود میں ہمارے حکمرانوں نے اپنے طرزِ عمل سے جس طرح عدلیہ کے اعزاز و احترام کو برقرار رکھا اس کی مثال صفحۂ گیتی پر مشکل سے ملے گی لیکن ہمارے یہاں ایک طرف تو ریٹائرڈ جسٹس منیر جیسے افراد ملیں گے جو حکمرانوں کی بے لگامی اور بے راہروی کا سدِ باب کرنے کے بجائے الٹا ان کے لیے ڈھال بن گئے تو دوسری طرف

ایسے جج صاحبان بھی ملیں گے جنہیں اپنا بے خوفی اور جرأت کا خمیازہ بھگتنا پڑا اور ظالم و نا عاقبت اندیش حکمرانوں نے ان کو ناک آؤٹ کرنا اپنا فرض قرار دے لیا۔ ایسے میں یہاں بھی "مولوی مدن والی بات" نہ رہی۔ اور آج کل کے عوامی اور جمہوری دَور میں تو حد ہو گئی۔ پہلے تو آئین میں عدلیہ کا دائرہ تنگ کیا گیا۔ اور بعض بڑے لوگوں کو عدالت کی حاضری سے مستثنیٰ کر دیا گیا۔ پھر عدلیہ کے بعض قابل صد احترام حضرات کو پابجولاں تک کرنے سے گریز نہ کیا گیا۔ حتیٰ کہ ایسا بھی وقت آیا کہ وزیر اعظم نے ایک جلسۂ عام میں عدلیہ کے متعلق ناروا اور ناشائستہ کلمات کہے جو ہماری قومی زندگی کا ایک المیہ ہے اور آئین کی حالیہ چوتھی ترمیم کے بعد اس مؤقر و باوقار ادارہ کی طنابیں جس طرح مزید کھینچ گئی ہیں اس پر سوائے انا للہ پڑھنے کے اور کوئی چارہ نہیں۔

رہ گئی مقننہ تو آپ جانتے ہیں کہ وہ ملک کا سب سے بڑا، سب سے مؤقر اور محترم ادارہ ہے۔ جس میں قوم کے منتخب نمائندے مل کر بیٹھتے ہیں۔ ملکی آئین بنانے سے لے کر ہر نازک سے نازک موڑ پر قوم کی صحیح رہنمائی کرنا اور ملی مشکلات کے متعلق سوچنا ان کا فرض ہے۔ لیکن ابتدا سے یہ ادارہ جس قسم کی صورت حال کا شکار ہے کیا وہ کسی آزاد قوم کے شایانِ شان ہے؟

عوامی دَور سے پہلے آمریت کے طویل دَور میں یہ ادارہ محض انگوٹھا چھاپنے کے لیے وقف تھا۔ اور اس سے پہلے "مادرِ پاکستان" ہونے کی مدعی جماعت کے دَور میں تو اس ادارہ کے اندر دست بدست لڑائی جھگڑے اور قتل و مقاتلہ تک نوبت پہنچی، اور اب سنہ کے بعد پہلے تو ایک نجم اقتدار میں گھٹنے والے "شریف النفس" نے مقننہ کی حیثیت کو چیلنج کر کے اور ایک کے بجائے دو مقننہ کا نعرہ لگا کر نہ صرف مقننہ کی توہین کی بلکہ یہ طرزِ عمل ملک کے دو لخت ہونے کا سبب بنا۔ اس کے بعد نئی دنیا میں اس مقننہ کے ممبروں کی اکثریت نے جو کارہائے نمایاں سرانجام دیے ہیں ان کی وجہ سے ہمارے گردنیں شرم و ندامت سے جھک جاتی ہیں۔ مارشل لاء باقی رکھنے کی مکروہ اور شرمناک دستاویز پر ان ممبروں کی اکثریت نے دستخط کیے اور اس کے علاوہ جو کچھ کیا وہ سب کے سامنے ہے۔ اور ابھی حال ہی میں چوتھی ترمیم کے حق میں جس طرح بارہ لوگوں نے ووٹ دیئے۔ اس کے بعد اس مقننہ کی کوئی حیثیت بھلا باقی رہ جاتی ہے؟ اور اس ترمیم کی آڑ میں اس معزز ہاؤس کے چند باضمیر، بلند کردار اور عظیم المرتبت ممبروں کو جس طرح دھکے دے دے کر باہر نکالا گیا۔ اس کے بعد یہ ادارہ چند طالع آزما اقتدار پرست اور ملی و اسلامی اخلاق سے عاری افراد کے مذموم مقاصد کی خواہشات ملعونہ کی تکمیل کا ذریعہ بن کر رہ گیا ہے۔ اور بس!

اس پر کوئی ٹوکے نہ کیسے اور کیوں کر؟ یہاں تو۔ "بات کرنے کو ترستی ہے زباں میری" والا حال ہو چکا ہے۔

اخبارات و رسائل کی اکثریت شاہ سے زیادہ شاہ پرستی کے اصول پر عمل کر رہی ہے اور چند سرپھرے ایڈیٹر جو ضمیر و اصول کی بات کہنے کے عادی ہیں وہ اتنے مصائب کا شکار ہیں کہ الامان! مختلف انداز سے اس قسم کے پرچوں پر وار ہو رہے ہیں اور آج کی یہ خبر تو اس قدر شرمناک اور اندوہناک ہے کہ توبہ بھلی، خبر میں کہا گیا ہے کہ "اداکار" کی جگہ چھپنے والے پرچے "العدید" اور ایک دوسرے ہفتہ وار "صحافت" کے پرنٹرز حضرات نے پرچے چھاپنے سے انکار کر دیا ہے اور ڈی۔ ایم صاحب کو ڈیکلیریشن ارسال کر دئے ہیں کیوں؟ انتظامیہ نے انہیں اتنا دق کیا کہ وہ اس پر مجبور ہو گئے؟

آپ بتلائیں کہ آپ جہاں انتظامیہ شخصی غلامی کا شکار ہو۔ عدلیہ بے بس ہو، مقننہ محض سرکاری فرامین پر "یس سر" کا فرض سرانجام دینا اپنے ذمہ لے اور صحافت پر ظلم کی تلوار لٹک رہی ہو اور اس کے علاوہ عمومی طور پر بے چینی، انتشار، افراتفری، بے راہ روی، مہنگائی اور اس قسم کی چیزوں نے انسانیت کا ناک میں دم کر رکھا ہو وہاں روشنی ہوگی تو کیونکر اور کیسے؟ سچ تو یہ ہے کہ یہ حالات سراسر مایوس کن ہیں۔ لیکن ٹھہریے مایوسی گناہ ہے۔ خدا کے بزرگ و برتر نے مایوسی سے منع کیا۔ اس لیے مایوس ہونا تو غلط ہے، ان اجتماعی جد و جہد اور ظلم کی دیواریں ڈھانے کے لیے قدم سے قدم ملا کر چلنا نہایت ضروری ہے۔ ہم یہ بات

(باقی صفحہ ۲۳ پر)



مال و اولاد

باعث آبادی بھی ہیں اور باعث بربادی بھی

مرتب محمد سعید الرحمن علوی

بیان جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم

بعد الحمد والصلوٰۃ: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:
یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَ لَاۤ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ مَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ۝ (منافقون)

پہلے ترجمہ ملاحظہ فرمایئے:۔

"اے ایمان والو! تمہیں تمہارے مال اور تمہاری اولاد اللہ کے ذکر سے غافل نہ کر دیں، اور جو کوئی ایسا کرے گا سو وہ ہی نقصان اٹھانے والے ہیں۔" (شیخ التفسیر حضرت لاہوری قدس سرہٗ)

اسلام یہ چاہتا ہے کہ یہ مال اور یہ اولاد انسان کے لیے نجات کا سبب ہونے چاہئیں۔ مغفرت کا ذریعہ اور وسیلہ بننے چاہئیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اولاد صدقہ جاریہ ہے اگر اس اولاد کی صحیح تعلیم و تربیت کی جائے جس کے نتیجہ میں وہ اچھے کام کرے تو اس کی نیکیوں میں آپ کا حصہ ہے۔ اگر خدانخواستہ دین کا راستہ ان کو نہ دکھایا تو قیامت کے دن دعا کریں گے کہ یا اللہ! ماں باپ کو پہلے جہنم میں بھیج اور ان کو دوگنا عذاب دے۔ صاف قرآن میں آتا ہے۔ رَبَّنَاۤ اٰتِهِمْ ضِعْفَیْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَ الْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِیْرًا۝ یعنی اے اللہ! ان کو دوگنا عذاب دے اور ان پر بڑی لعنت بھیج۔

گزارش کر رہا تھا کہ حضور علیہ السلام نے اس آیت کے بارے میں بہت کچھ ہدایات فرمائی ہیں اور قرآن میں دوسری جگہ ہے۔ اَلْمَالُ وَ الْبَنُوْنَ زِیْنَةُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا کہ یہ مال اور اولاد دنیا کی زینت کا سامان ہیں۔

تو خلاصہ یہ ہے کہ یہ چیزیں مال و اولاد کام کی چیزیں ضرور ہیں لیکن خسارہ کا باعث بھی بن سکتی ہیں اس لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں اپنے ساتھ ساتھ ان کی فکر بھی بتلائی۔ قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِیْكُمْ نَارًا۝ کہ اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو جہنم کی آگ سے بچاؤ۔

آپ صراط مستقیم پر ہوں گے، سیدھی راہ پر ہوں گے وہی سیدھی راہ جو حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) تک ہر نبی نے بتلائی — هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا اسی کو قرآن نے "دین قیم" بھی کہا ہے۔ ذٰلِكَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ گویا تمام انبیاء علیہم السلام کی بنیادی تعلیمات ایک ہی جیسی ہیں ان میں سر ہو فرق نہیں۔ توحید، عقیدہ، آخرت، ایمان بالرسل، بالملائکہ، بالکتب، بالآخرۃ وغیرہ۔ ان میں ہر نبی کی وہی تعلیم ہے جو آخری پیغمبرؐ نے بتلائی اور اسی میں نجات ہے۔ اس لیے حضور اکرم علیہ السلام نے فرمایا کہ دنیا آزمائش کا گھر ہے، فتنوں کا گھر ہے، اس میں فسادات ہیں، گناہ ہیں۔ ہاں، وہ بچ جائے گا، محفوظ ہو جائے گا۔ جس نے کتاب و سنت کو اپنا لیا۔

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں تَرَكْتُ فِیْكُمْ اَمْرَیْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كِتَابَ اللّٰهِ وَ سُنَّةَ رَسُوْلِهٖ یعنی دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں، اللہ کی کتاب، اپنی سنت۔ ان کو مضبوطی سے پکڑے رہو گے گمراہ نہیں ہو گے۔

اسی جادۂ مستقیم اور راہِ حق کو مضبوطی سے پکڑے رہنے کا اللہ نے حکم دیا ہے اور فرقہ بندی اور پارٹی بازی سے منع

فرمایا۔ وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا۔ کہ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور ٹکڑے ٹکڑے نہ ہو۔ یہ راہِ حق، صراطِ مستقیم خدانخواستہ چھوٹ گئی اور انسان پارٹی بازی، گروہ بندی اور مخالفت و عناد اور دشمنی میں مبتلا ہو گیا تو پھر خَسِرَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ کا مصداق ہو جائے گا (اللہ تعالیٰ بچائے) اسی راہِ حق و صواب میں مال اور اولاد کے لیے بھی واضح احکامات اور نصیحتیں ہیں، ان پر عمل ہو گا تو یہ چیزیں باعثِ نفع ہوں گی ورنہ وبالِ جان بن جائیں گی، مال صحیح طریق سے کمائیں اور اس کے بعد اللہ اور اس کی مخلوق کے حقوق پورے کریں تو نفع ہی نفع ہے اور اگر غلط طریق سے کمایا یا حقوق صحیح طریق سے پورے نہ کئے تو وہ سراسر باعثِ ہلاکت ہے۔ اسی طرح اولاد کی صحیح تعلیم و تربیت کے بعد تو وہ باعثِ سعادت ہے ورنہ باعثِ بربادی ہے۔

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ انسان دنیا سے جاتا ہے تو دنیا سے اس کا تعلق منقطع ہو جاتا ہے۔ ہاں صالح اولاد کام آئے گی کہ وہ ایصال وغیرہ کا اہتمام کرے گی اور وہ مال نیکیاں جو چھپتے جی کر گیا اور جن سے اس کی موت کے بعد بھی لوگ فائدہ اٹھا رہے ہیں وہ کام آئیں گی اور یہ دنیا سے رابطہ و اتصال کا ذریعہ ہو گا۔ ورنہ باقی اعتبارات سے یہ دنیا کے لیے مر گیا دنیا اس کے لیے مر گئی۔

اولاد کی صحیح تعلیم و تربیت کے لیے سکول کالج مدرسہ وغیرہ بعد کی چیزیں ہیں۔ پہلی یونیورسٹی، پہلی دانش گاہ ماں کی گود ہے اور ماں باپ پہلے استاذ و معلم اور ہادی و رہنما ہیں۔ ماں بدعقیدہ، بدعمل اور بدکردار ہو گی تو اس کے دودھ اور عادات و اطوار کا لامحالہ اثر پڑے گا۔ اس لیے حضور علیہ السلام نے شادی کے سلسلہ میں انتخاب میں ہی ہدایت فرمائی۔ آپؐ فرماتے ہیں کہ لوگ مال کی وجہ سے، خاندان کی وجہ سے شادیاں کرتے ہیں۔ حالانکہ دیکھنا اصل میں یہ چاہیے کہ دین کو ماننے اور اس پر عمل کرنے کی پوزیشن کیا ہے؟ اخلاق و کردار کیسا ہے؟ دین میں پختگی ہو گی، اخلاق اچھے ہوں گے تو اس ماں کی اولاد یقیناً بہتر ہو گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اس لیے کافر و مشرک عورت سے، اور اسی طرح زانیہ، بدکار سے شادی کی خدا نے اجازت نہیں دی کہ کافر و مشرک کی بدعقیدگی اور بدکارہ کی بدکاری کا اثر متعدی ہو گا اولاد برباد ہو گی۔ اسی طرح اپنی بیٹیاں کافر و مشرک مردوں کے نکاح میں دینے سے بھی منع کیا۔

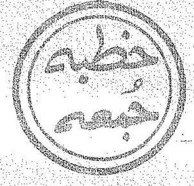
آج ہی اخبار دیکھا کہ ہندوستان میں کوئی ایکٹر ہے بہت بڑا، کوئی صاحب سر لیاقت تھے انہوں نے بدبختی سے سول میرج کے ذریعہ انگریزی دور میں ہندو عورت سے شادی رچا لی۔ اس سے اولاد ہوئی جو آج ہندوستان کا بہت بڑا ایکٹر ہے۔ کھنہ یا کوئی ایسا نام ہے۔ آپ نے اندازہ لگایا کہ کافر عورت سے شادی کرنے کا کیا انجام ہوا۔ خدا کی نافرمانی، خاندان کی عزت کو بٹہ لگا۔ بیٹا آج ایکٹر ہے جو خیر سے خاندان کو چار چاند لگائے گا؟

اس لیے اسلام نے دینداری اور پرہیزگاری پر زور دیا ہے حتیٰ کہ مکان خریدنے بنانے کے معاملہ میں بھی نصیحت ہے کہ پہلے پڑوسی دیکھو کیسے ہیں؟

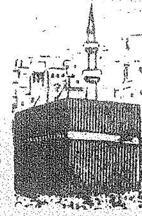
حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ہماری بڑی ہمشیرہ کی شادی کی حضرت مولانا عبدالمجید صاحب اہلِ حدیث خیال کے تھے وزیر آباد رہتے تھے۔ ایک جلسہ میں اکٹھ ہو گیا۔ انہوں نے اپنی بیوی کے انتقال کا بتایا۔ حضرتؒ نے مغفرت کی دعا کی۔ انہوں نے عرض کیا کہ حضرت رشتے تو ہیں لیکن میں دیندار، بااخلاق بیوی چاہتا ہوں جو بچیوں کو دین پڑھا سکے، قرآن پڑھا سکے اگر حضرت کی نگاہ میں کوئی ایسا رشتہ ہو تو رہنمائی فرما کر ممنون فرمائیں۔ حضرتؒ نے فرمایا۔ کہ اگر آپ کے جذبات واقعی ایسے ہیں تو فلاں دن لاہور آ جائیں آپ کا نکاح کرا دیں گے۔ انہوں نے عرض کیا کہ کچھ تو بتلائیں تاکہ ہمیں بھی پتہ تو چل سکے؟ فرمایا میری دیکھی ہوئی ہے۔ انہوں نے کہا اچھا آپ پر اعتماد ہے! انہوں نے آنے کے متعلق پوچھا کتنے آدمی لاؤں؟ فرمایا تنہا آئیں۔ وہ آ گئے۔ جب حضرت نے نکاح پڑھا تو انہیں معلوم ہوا کہ حضرتؒ کی اپنی لڑکی ہیں۔

اندازہ فرمائیں کہ مولوی صاحب نے دین کا مطالبہ کیا تو حضرت نے ایثار فرمایا۔ وہ رنڈوے تھے عمر بھی زیادہ تھی لیکن اپنی بچی نکاح میں دے دی محض دین کی خاطر۔

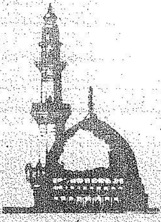
(باقی صفحہ ۳۱ پر)



حج



وحدتِ ملّی کا مظہر



مرتّب
محمد سعید الرحمٰن علوی

جانشینِ شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور زید مجدہم

بعد الحمد و الصّلوٰۃ :

اعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم ، بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم :

اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبَارَکًا وَّھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ ہ فِیْہِ اٰیٰتٌ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰھِیْمَ وَمَنْ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا ہ وَمَنْ کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ ہ (صدق اللّٰہ العظیم)

بزرگان محترم ، معزز حاضرین و محترم خواتین ! وقت کی مناسبت سے ، جیسا کہ رمضان کے اوائل ہیں ، بلکہ شعبان ہی ہیں ، رمضان کے تذکرے اور اس کی آمد کے زمزمے اور لوگ اس پر غور و فکر اور بیانات اور تقاریر شروع کر دیتے ہیں ، پھر حج کا مقام ہے ، جو اس سے زیادہ مسلمانوں کے لیے عظمت کا ، احترام کا ، ساری دنیا سے وہاں پہنچتے ہیں اور یہ سلسلہ بعد از رمضان ہی شروع ہو جاتا ہے ۔ تو گویا اشہرِ حرم جو صرف عبادت کے لیے اسلام سے قبل بھی عربوں میں مشہور و رائج تھے ، تو اب اسی مناسبت سے کہ وہ دن شروع ہو چکے ہیں ۔ حج کا موسم آ رہا ہے ، دنیا کے کونے کونے سے مسلمان اس طرف جا رہے ہیں ۔ اس ناکارہ پر بھی اللہ تعالیٰ نے وسائل سے تہی دامن ہونے کے باوجود اپنے کرم سے حضرتؒ کی جوتیوں کے صدقہ مہربانی فرمائی ۔ کیونکہ حضرتؒ کا محبوب مشغلہ قرآن کی خدمت ، ذکر اللہ اور حج ہی تھا ۔ دنیوی مال و منال ، دنیوی عزت و شہرت سے وہ کوسوں دور تھے ۔ یہ چیزیں ان کے حاشیہ خیال میں بھی نہ تھیں ۔ یہ تمنا ضرور تھی کہ اللہ کا قانون ، اللہ کی سرزمین پر ، پوری طرح رائج ہو اور اس کے مطابق خلقِ خدا سکھ اور چین سے زندگی گزارے اور گم کردہ راہ مخلوق کو بھی اس دینِ برحق کی طرف لانے کا بہترین انتظام کیا جائے ۔ بہترین طریقے اختیار کیے جائیں ، یہ تو ان کی زندگی کا مشن رہا ۔ حج کا شرف اللہ تعالیٰ نے ان کی زندگی میں ان کی رفاقت و معیت میں احسن طریق سے بخشا ۔ یہ سب اللہ کا فضل و احسان ہے ۔ کہ اس نے مجھ جیسے گنہگار کو کیا کیا عطا کیا ۔ ؏

"اے ذوق کیا ہی شان ہے پروردگار کی"

ہم تو منہ نہیں رکھتے ، یہ منہ اور مسور کی دال ، ہم کیسے شکر بجا لائیں ۔ ہم جیسے گنہگاروں کو اللہ اس طرح نوازے کہ اپنے گھر کی زیارت نصیب فرمائے ۔ وہ گھر جو اللہ کے مقبول و محبوب بندے ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے بنایا ۔ قرآن میں سب سے زیادہ ذکرِ خیر حضور نبی کریم حبیب اللہ علیہ السلام کا ہے ۔ اولین مخاطب آپ ہیں ۔ اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر اس بدبخت قوم کی وجہ سے جس پر ضُرِبَتْ عَلَیْھِمُ الذِّلَّۃُ وَالْمَسْکَنَۃُ (ان پر ذلت و محتاجی مسلط کی گئی) کی چھاپ لگی ۔ یہ بھی حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کے نام لیوا ہیں (لیکن نام نہاد) انہی کی نسل سے ہیں ۔ اپنے کو اَبْنٰٓؤُا اللّٰہِ وَاَحِبَّآؤُہٗ کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے محبوب ہیں ، لیکن انبیاء کے قاتل ہیں ، قرآن کا ان پر سب سے بڑا الزام یہی ہے کہ وَیَقْتُلُوْنَ النَّبِیّٖنَ بِغَیْرِ الْحَقِّ کہ انبیاء کو ناحق قتل کرتے رہے ۔

پہلے حکومت، سلطنت، علم سب کچھ ان کے پاس تھا پھر خدا نے یہ سلسلہ ان کے چچازاد بھائیوں بنو اسمٰعیل کو دیا۔ اور حضرت ابراہیمؑ و اسماعیلؑ خانہ کعبہ کی دیواریں اٹھاتے ہوئے دعا کر رہے ہیں۔ وَاِذْ یَرْفَعُ اِبْرَاھِیْمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَاِسْمٰعِیْلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ (اور جب ابراہیمؑ و اسماعیلؑ کعبہ کی دیواریں بلند کر رہے تھے تو عرض کر رہے تھے کہ اے ہمارے پروردگار! اس کو ہم سے قبول فرما کہ تو سمیع و علیم ہے) اور یہ دعا اس گھر کی آبادی کے لیے بھی اور مزید یہ کہ امّتِ مسلمہ ہماری ذریّت سے ہو۔ چنانچہ وہ ایک عرصہ تک آزمائشوں میں مبتلا رہے۔ مختلف امتحانوں میں انہیں گزرنا پڑا، جب وہ امتحان سے کامیاب گزرے تو اللہ تعالیٰ نے دنیا کا امام و مقتدا بنایا۔ اِنِّیْ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا (کہ میں نے آپ کو لوگوں کے لیے امام و مقتدا بنایا) اس پر حضرت ابراہیمؑ نے فطری جذبہ کے تحت اپنی اولاد کے لیے یہ بلند و بالا رتبہ اللہ سے مانگا، کہ میری اولاد بھی نیابت و خلافت کا فرض سرانجام دے تو خدا نے فرمایا۔ لَایَنَالُ عَھْدِی الظّٰلِمِیْنَ (کہ میرا عہد ظالموں کو نہیں پہنچے گا) چنانچہ وہ بدبخت قوم جس کی ہدایت کے لیے خدا نے نبی پر نبی بھیجا اور لاتعداد انبیاء کو حکومت و سلطنت عطا فرمائی اور اَنِّیْ فَضَّلْتُکُمْ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ (کہ میں نے تمہیں تمام جہانوں پر فضیلت بخشی) کا انعام نصیب فرمایا۔ لیکن کردار؟ تو وہ انتہائی شرمناک! اور اس پر دعوے ہے لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّا اَیَّامًا مَّعْدُوْدَاتٍ اور لَنْ یَّدْخُلَ الْجَنَّۃَ اِلَّا مَنْ کَانَ ھُوْدًا اَوْ نَصٰرٰی۔ (کہ ہمیں محض چند دن جہنم کی آگ چھوئے گی اور یہ کہ یہود و نصاریٰ (اپنی اپنی جگہ دعوے) ہی جنّت میں جائیں گے) اس پر خدا نے موت کی آرزو کرنے کا فرمایا۔ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ کہ موت کی آرزو کرو۔ یعنی جب جنّت تمہارے ہی لئے ہے تو اس دنیوی قیدخانہ میں کیا بیٹھے ہو۔ اس کے لیے آرزو کرو۔ جس کے بعد جنت ملے گی۔ لیکن چونکہ کرتوت کا پتہ ہے۔ اس لیے تمنا کا سوال ہی نہیں۔ انہی نالائقیوں اور بدعملیوں کی وجہ سے اس امامت و قیادت کے منصب سے محروم ہوگئے اور ان کی جگہ وہ منصب بنو اسمٰعیل کو مل گیا۔

ان کا سب سے بڑا جرم قرآن کے الفاظ میں قتل انبیاء ہے۔ انبیاء معصوم ہیں۔ ان سے غلطی، گناہ کا صدور بالکل نہیں پھر ان کا قتل بغیر کسی سبب کتنا بڑا جرم ہے! انسانی قتل تب جائز ہے جب کوئی شادی شدہ زنا کرے، کسی کو عمداً قتل کرے، اسلام چھوڑ دے۔ لیکن اللہ کے نبی گناہ کے قریب نہیں آسکتے اس لیے ان کا قتل ناحق ٹھہرا اور ناحق قتل ہر کسی کا باعث بربادی چہ جائیکہ انبیاء علیہم السلام کو قتل کرنا۔

انبیاء کی معصوم سیرتوں کی تفصیلات کا تو علم نہیں ہاں قرآن نے آخری نبی کی سیرت مقدسہ پر کافی روشنی ڈالی اور سب کا تذکرہ اس لیے نہیں کہ یہ تاریخی کتاب نہیں۔ البتہ تورات میں کچھ تاریخ بھی ہے لیکن آج کی تورات قرآن کے لفظوں میں مسخ شدہ اور تحریف شدہ ہے یُحَرِّفُوْنَ الْکَلِمَ اور دوسری روایات کے متعلق بھی۔ لَا تُصَدِّقُوْہُ وَلَا تُکَذِّبُوْہُ کہ ان کی تصدیق کرو نہ تکذیب!

قتل انبیاء کے علاوہ دوسرے جرائم کا بھی خدا نے تذکرہ کیا اور حضور علیہ السلام نے ایک طویل عرصہ صبر و تحمل سے کام لیا لیکن بالآخر اَخْرِجُوا الْیَھُوْدَ وَالنَّصَارٰی مِنْ جَزِیْرَۃِ الْعَرَبِ کہ ان کو جزیرہ عرب سے نکال دو۔ چنانچہ خلافت راشدہ کے ابتدائی دور میں ہی ایسا ہوا کہ اس حکم نبی کی تعمیل ہوگئی اور دور فاروقی میں ان سے بالکل پاک صاف ہوگیا۔

اور اس طرح دنیا کی قیادت و امامت بنو اسمٰعیل کے قبضہ میں آئی۔ قریش حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد تھے انہی میں سے حضور علیہ السلام تھے اور باقی خلفاء راشدین وغیرہ بھی قریش کی مختلف شاخوں سے متعلق تھے۔

حضور علیہ السلام نے جو یہ فرمایا اَلْاَئِمَّۃُ مِنْ قُرَیْشٍ تو اس کا مطلب بھی واضح ہے اور بات اصل میں یہی ہے۔ کہ امارت و قیادت کے لیے جو صلاحیتیں ہیں چونکہ وہ اس وقت قریش میں بطریق اتم ہیں لہٰذا وہ اس منصب کے مستحق و اہل ہیں۔ اور ایسا ہی ہوا لیکن جونہی وہ صلاحیتیں ختم ہوگئیں اور "شاہان عالم" کے صاحبزادگان اور شاہزادگان نے اس وراثت کبریٰ کو ضائع کر لیا تو دنیا میں خوار ہو کر

(باقی صـ۲۲ پر)

مہتمم دارالعلوم دیوبند کی تشریف آوری

جانشینِ شیخ التفسیرؒ کی طرف سے سپاسنامہ اور اس کا جواب

دارالعلوم دیوبند کے مہتمم حضرت الحاج القاری محمد طیب دامت برکاتہم پچھلے دنوں پاکستان تشریف لائے۔ اس دورہ میں انہیں کراچی، لاہور اور راولپنڈی جانے کا اتفاق ہوا۔ مختلف مقامات پر مختلف نوعیتوں کی تقاریب میں انہوں نے شمولیت فرمائی اور ہر جگہ حاضرین کو اپنے ارشادات عالیہ سے محظوظ فرمایا۔

قیام لاہور کے دوران ۱۰ر نومبر ۶۵ء کی شام وہ جمعیۃ علماء اسلام پنجاب اور انجمن خدام الدین لاہور کے گرامی قدر امیر جانشین شیخ التفسیر مولانا عبید اللہ انور کی دعوت عشائیہ میں شیرانوالہ تشریف لائے۔ جامع مسجد شیرانوالہ میں مغرب کی نماز بھی آپ نے پڑھائی اور بعد میں ایک منتخب اجتماع میں چند کلمات خیر بھی فرمائے۔

اس موقع پر مولانا انور زید مجدہم نے جو سپاسنامہ پیش کیا وہ ذیل میں درج کیا جا رہا ہے اور اس سے متصل قاری صاحب کے ارشادات نقل ہوں گے۔ (ادارہ)

سپاس نامہ

بعالی خدمت والا درجت سیدی و سید عالم متعنا اللہ بطول حیاتکم الطیبہ واکرمکم اللہ کما اکرمتمونا بالذات القدسیہ!

حکمت و معارف اسلامیہ کے امین!

آپ کے قدوم میمنت لزوم سے آج ہمارے قلوب فرحت انبساط سے مالا مال ہیں اگرچہ دلوں کی قربت اور یادوں کی تازگی کبھی بھی ماند نہیں پڑی۔ اور ہمیشہ ہی سے اس شعر کا مصداق رہی۔ کہ

جبالک فی عینی وجتک فی قلبی
وذکرک فی فمی فاین تغیب!

تاہم ظاہری بعد مسافت کے جو حجاب حائل تھے آج وہ بھی مرتفع ہیں اور ہم اپنی ظاہری آنکھوں کی تشنگی اور پیاس بھی منور طیب چہرہ کی زیارت و دید سے بجھا کر خوش کام و خوش انجام ہیں ؎

تجھ دیکھ لیا دل شاد کیا
خوش کام ہوئے اور چل نکلے!

چمنستانِ اسلام کے سدابہار پھول!

آن محترم کی شخصیت ہر پہلو سے ہم وابستگان سلسلہ طیبہ کے لیے باعث ہزار عزت و وقار ہے۔ حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس سرہ العزیز سے نسبی تعلق علوم و معارف اسلامیہ کی آئینہ دار بے مثال شخصیت اور ازہر ہند دارالعلوم دیوبند کا منصب اہتمام ہر چیز بلا مبالغہ اس کا مصداق ہے۔ "کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا ایں جا است

گوہرِ تاباں!

اس حقیقت کو آج پوری دنیا تسلیم کر چکی ہے کہ اپنے ملک میں جہاں ایک ہزار سالہ مسلم اقتدار دم توڑ چکا تھا اور جہاں غیر ملکی سفاکوں نے ظلم و استبداد کی نئی سیاہ تاریخ مرتب کر ڈالی تھی اور جہاں ہزاروں علماء حق کو پھانسیوں پر لٹکا دیا گیا تھا۔ آپ ہی کے جدِ امجد قاسم العلوم والخیرات اور ان کے قدسی صفات رفقاء نے ان ظالم حکمرانوں سے اس طرح پنجہ آزمائی کی کہ نصف دنیا سے زائد پر حکمران برطانوی استعمار، بالآخر نہ صرف ہند و پاک سے رخصت ہوا بلکہ سرزمین انبیاء کے ہر خطہ سے نکل جانے پر مجبور ہو گیا۔ ع

گر نویسم شرح آں بے حد شود

فخر الاماثل والاقران!

قدرت کی بے پناہ فیاضی نے جن جن علمی، عملی روحانی و اخلاقی صفاتِ طیبہ سے آں محترم کو نوازا ہے وہ کروڑوں دلوں کی ٹھنڈک و تسکین کا موجب ہے۔ یہ گھڑی، یہ منظر کس قدر فرحت افزا ہے کہ اس وقت ہمارے پاس ایک ایسی ہستی جلوہ افروز ہے جس کی قیادت و سیادت عالم اسلام کے ہر گوشہ میں اپنا مستقل نشان رکھتی ہے جس نے ایک طرف روحانیت کے چمنستان اشرفی کو تازگی بخش رکھی ہے تو دوسری طرف حکمت و معارف قاسمیہ کے سبزہ زاروں کو سینچا ہوا ہے۔ جس کے قلم جواہر رقم نے ایک سو سے زائد تصانیف و تالیف سے حقائقِ دین و اسرارِ شریعت کو ایسے حکیمانہ اسلوب و دل نشین انداز سے اجاگر فرمایا ہے کہ علوم ولی اللّٰہی اور معارف قاسمی کے غوامض و دقائق ہر ادنیٰ و اعلیٰ پر واشگاف ہو گئے ہیں ؎

دَر کفے جام شریعت دَر کفے سِندان عشق
ہر ہوسناکے نداند جام و سِنداں باختن

مرکز رشد و ہدایت کے مہتمم ذی شان!

ہزارہا علماء و فضلاء اور اولیاء اللہ کی خانقاہ مقدسہ اور جہاد حریت کے مجاہدین کی چھاؤنی دار العلوم دیوبند سے ادنیٰ نسبت بھی باعث عزت و اجلال ہے۔ جس مرکزِ علم و تقویٰ کو اہل اللہ سے لے کر ہر طبقہ و خیال کے لوگوں نے نظم و نثر میں اس کی عظیم دینی و ملی اور وطنی خدمات پر خراجِ عقیدت پیش کیا ہو اس کے اہتمام و انصرام کی ذمہ داری اپنی رفعت شان میں ہمالہ سے بھی بلند و بالا ہے۔ علامہ رشید رضا مصری نے المنار میں دار العلوم کی زیارت کے بعد کس قدر صحیح لکھا کہ:

"ہندوستان بھر میں میری آنکھوں کو ایسی ٹھنڈک کہیں نصیب نہیں ہوئی جیسا کہ مدرسہ دیوبند میں حاصل ہوئی۔ اور نہ ہی اتنی خوشی حاصل ہوئی جتنی وہاں۔ اس کی وجہ صرف وہ غیرت و اخلاص ہے جو میں نے اس مدرسے میں دیکھا۔"

اسی طرح جہاد حریت کے قافلہ سالار مولانا ظفر علی خان مرحوم کی مشہور نظم "دیوبند" میں کتنی صحیح عکاسی کی گئی ہے ؎

تو عَلَم بردارِ حق ہے حق نگہباں ہے ترا!
خیلِ باطل سے پہنچ سکتا نہیں تجھ کو گزند
ناز کر اپنے مقدر پر کہ تیری خاک کو
کر لیا ان عالمانِ دین قیّم نے پسند
جان کر دیں گے جو ناموسِ پیمبرؐ پر فدا
حق کے رستہ پر کٹا دیں گے جو اپنا بند بند
اس میں قاسم ہوں کہ انور شہ کہ محمود الحسن
سب کے دل تھے دردمند اور سب کی فطرت ارجمند
گرمیٔ ہنگامہ تیری ہے حسین احمد سے آج
جس سے پرچم ہے روایاتِ سلف کا سربلند

بلاشبہ گلشن قاسمی و محمودی دنیائے اسلام کی ایک متاعِ گرانمایہ ہے جو گزشتہ سو سال سے علوم و فنون اسلامی کے مرکز و محور کی حیثیت سے پورے عالم اسلام کو سیراب کر رہا ہے۔ اس سلسلہ میں دار العلوم کی انتظامیہ انتہائی قابل قدر خدمات انجام دے رہی ہے نامساعد حالات کے باوجود اس کا ہر اگلا قدم کامیابی کے منازل طے کر رہا ہے اور خاص طور سے جب اس کی ہمہ جہتی عظیم ترقیات سامنے آتی ہیں جو ۱۹۳۰ء سے لے کر اس وقت تک کے عرصہ اہتمام میں مختلف شعبہ جات میں ہوئی ہیں۔ تو آں محترم کے لیے بے پناہ عقیدت و محبت کے ساتھ ہر بن مُو سے کلمات تشکر و امتنان امڈنے لگتے ہیں۔ مگر حق یہ ہے کہ ملت اسلامیہ سے آپ کے احسانات کا حق شکر کسی طور بھی ادا نہیں ہو سکتا۔

استاذی المکرم !

شجرۂ طیبہ دارالعلوم دیوبند کی اپنی ایک شاخ "ادارۂ خدام الدین" میں آپ کی تشریف آوری سے ہماری بے حد حوصلہ افزائی ہوئی ہے۔ حضرت والا سے زیادہ اس حقیقت کو کون جان سکتا ہے کہ اس ادارہ کے بانی و موسس شیخ التفسیر قطب الزمان حضرت مولانا احمد علیؒ کا دارالعلوم سے کس قدر سچا اور مخلصانہ والہانہ بلکہ عاشقانہ لگاؤ تھا کہ حضرت اقدسؒ نے اکابر دیوبند کے مشن کو اپنا مشن قرار دے کر اس کی تکمیل کے لیے پوری زندگی وقف کر رکھی تھی۔ علم و عمل، اخلاق و تقویٰ، جرأت و بہادری میں اکابر دیوبند کی سچی تصویر بن کر پنجاب و سندھ، سرحد و بلوچستان کے لاکھوں فرزندان اسلام کے قلوب میں دین حق کا چراغ روشن کیا۔ اور شرک و بدعت کی ظلمتوں کو نابود فرمایا۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا السید حسین احمد مدنی قدس سرہٗ دارالعلوم دیوبند کے فارغ التحصیل علماء کو حضرت لاہوریؒ کے دورۂ تفسیر میں شرکت پر آمادہ کرتے ہوئے فرماتے تھے کہ :-

"اللہ کا ایک شیر لاہور کے شیرانوالہ دروازہ میں بیٹھا ہوا اللہ اللہ کی ضربوں سے کائنات کا دل مسخر کر رہا ہے وہ اللہ کا ایک ایسا مقبول بندہ ہے کہ اس کے درس قرآن میں شرکت جنت کی ضمانت ہے۔"

ہمارے محسنِ اعظم !

اراکین انجمن خدام الدین اور اس کے ہمدرد و معاونین حضور والا کے قدوم میمنت لزوم پہ ہزار ہزار دل سے شکر گزار ہیں اور خداوند قدوس سے عاجزانہ دعا ہے کہ وہ ذات حق تعالےٰ آپ کا سایۂ رحمت امت مسلمہ پہ اور بالخصوص ہم ایسے وابستگان پہ تا دیر سلامت با کرامت رکھے۔

"ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد"

راقم آثم

احقر عبیداللہ انور

> حضرت امیر انجمن مولانا انور کے سپاسنامہ کے بعد قاری صاحب قبلہ نے مختصر خطاب فرمایا جس کو حرف بحرف نقل کیا جا رہا ہے۔

"میں تو ان القابات کا اہل نہیں ہوں، یہ آپ حضرات کی محبت، خلوص اور وسعتِ ظرف و علوئے ہمت کی بات ہے کہ اپنے ایک حقیر بھائی کو اس طرح سراہیں۔ میں تو اس کو (سپاس نامہ) دستاویز سمجھتا ہوں نجات کی۔ جب اتنے اہل دل اور اہل اللہ اپنے ایک ناکارہ بھائی حقیر کے بارے میں اچھی شہادت دیں گے تو کیا عجب کہ وہ عنداللہ بھی اچھا ہی ہو۔ وہاں بھی قبولیت ہو جائے۔

حدیث میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے۔ ایک جنازہ گزرا تو آپ نے فرمایا وَجَبَتْ۔ بعد میں پھر ایک اور جنازہ گزرا تو فرمایا۔ وَجَبَتْ (واجب ہو گئی)، تو لوگوں نے عرض کیا کہ حضرتؐ! کیا چیز واجب ہو گئی؟ کہ پہلے جنازہ پر بھی آپؐ نے فرمایا۔ واجب ہو گئی۔ دوسرے پر بھی فرمایا — تو ارشاد فرمایا کہ پہلا جنازہ جب گزرا تو لوگ کہہ رہے تھے کہ خدا مغفرت کرے بڑا اچھا آدمی تھا، بہت صالح تھا، نیک تھا۔ میں نے کہا کہ سرکاری گواہوں نے گواہی دے دی اچھا ہونے کی تو یہ عنداللہ بھی اچھا ہے تو جنت واجب ہو گئی۔ دوسرا جنازہ گزرا تو لوگ کہتے تھے کہ خس کم جہاں پاک، بہت اچھا ہوا دنیا پاک ہو گئی، برا آدمی تھا تو میں نے کہا۔ جہنم واجب ہو گئی۔ کہ سرکاری گواہوں نے گواہی دے دی۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد فرمایا گیا جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا کہ تمہیں ہم نے امتِ عادلہ، امتِ متوسط بنایا تاکہ تم دنیا کی اقوام کے حق میں قیامت کے دن گواہی دو جس کے حق میں جیسی گواہی دوگے ویسا ہی معاملہ اس کے ساتھ حق تعالےٰ فرمائیں گے تو جب اتنے اہل دل ایک ناکارہ کو یہ فرما رہے ہیں کہ وہ اچھا ہے تو کیا عجب کہ وہ اچھا ہی ہو جائے۔ اللہ تعالےٰ اپنے ان مخلص بندوں

کی زبان کو، قبول کرا امید ہے کہ رائیگاں نہیں فرمائے گا۔ اور میرے حق میں اس کو صحیح بنا دے گا، واقعہ بنا دے گا تو میرے لیے تو یہ دستاویز ہے نجات کی۔

باقی حضرت! میری حیثیت یہ نہیں ہے کہ مجھ سے دارالعلوم ہے بلکہ دارالعلوم سے میں ہوں۔ اور میرا تعارف اتنا ہی کافی ہے کہ دارالعلوم کا ایک ادنیٰ سا طالب علم ہوں، وہاں کے علماء کی جوتیاں سیدھی کرنا، ان کا اتباع کرنا بس یہی میرا کام ہے، ان کی خدمت کرنا۔ اس سے زیادہ میری کوئی حیثیت نہیں۔

اور میں تو ایسے موقعہ پر کہہ دیا کرتا ہوں اپنے بارے میں، غالب کا شعر، اس نے کہا تھا کہ:۔

بنا ہے شاہ کا مصاحب، پھرے ہے اتراتا
وگرنہ شہر میں غالب کی آبرو کیا ہے؟

تو حقیقت میں ان بزرگوں کا نام لینا ہی بس ہمارا ذخیرہ ہے آگے تو ہم نے کچھ نہیں کیا۔ ہمارے حضرت استاد اکبر حضرت مولانا انور شاہ صاحب قدس اللہ سرہ العزیز فرمایا کرتے تھے اور اکثر پیار سے طلبہ کو جاہلین کہہ کر خطاب فرماتے۔ فرماتے کہ جاہلین! تمہیں تو روٹیاں بھی نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نام سے مل رہی ہیں۔ جگہ جگہ حضورؐ کا نام لیتے ہیں تو ہمیں روٹی مل جاتی ہے۔ ہماری تو روٹیاں بھی حضورؐ کے نام کی برکت ہے۔ وہ تو بڑی چیز ہیں، میں تو کہتا ہوں کہ حضورؐ کے غلاموں کا نام لینا، یہی ہمارے لیے ذریعہ نجات کا ہے سعادت کا ہے۔ یہ سارے حضرات جو خدام نبوی اور غلامانِ بارگاہ نبوت ہیں اور متبعین رسالت ہیں تو ہماری سب سے بڑی سعادت یہ ہے کہ کم سے کم ایسے لوگوں کی شکلیں تو دیکھ لیں۔ کمایا کچھ نہیں مگر ایسے لوگوں کی زیارت تو ہو گئی۔ اب یہ سب حضرات خواہ مولانا انور شاہ صاحب ہوں، مولانا حسین احمد صاحب ہوں، حضرت مولانا احمد علی صاحب ہوں رحمہم اللہ رحمۃ واسعۃً۔ واقعہ یہ ہے کہ ان لوگوں کا نام لے کے ہم اپنا ایمان تازہ کر لیتے ہیں۔ ہمارا کام تو یہی ہے کہ ان کا نام لیں۔ اب آپ نے یہ الفاظ ارشاد فرمائے۔ واقعہ یہ ہے کہ ایک لفظ بھی میرے اوپر چسپاں نہیں ہوتا، یہ محض آپ کے قلوب کی محبت کی بات ہے۔ تو میں بھی یہ کہہ سکتا ہوں کہ عام طور پر عادت ہے کہ لوگ شکریہ ادا کیا کرتے ہیں سپاس نامہ کے بعد میں کہتا ہوں میں کیوں شکریہ ادا کروں؟ اس لیے کہ آپ نے میری تعریف کیا کی، آپ نے تو اپنی تعریف کی، اپنے خلوص و حوصلہ کی، عالی ظرفی کی، ذرہ نوازی کی اور ایک خورد کو بڑا بنانے کی، تو آپ نے تو اپنے پاکیزہ جذبات ظاہر کیے ہیں، میں کیوں شکریہ ادا کروں؟ البتہ اپنے لیے ذریعہ نجات ضرور سمجھتا ہوں اور خدا کرے کہ یہ جذبات آخری دم تک قائم رہیں۔

(ابتدا میں) جب میں یہاں پاکستان سے گیا۔ تین ماہ بعد جانا ہوا۔ کچھ رکاوٹیں پیش آئیں تو اللہ تعالےٰ نے دور فرما دیں حضرت مولانا مدنی رحمہ اللہ کو بڑا اہتمام تھا کہ وہ آئے۔ ان کے کان میں یہ پڑی کہ وہ آنا نہیں چاہتا، حالانکہ یہ واقعہ نہیں تھا۔ اس دفعہ انہوں نے فرمایا کہ اگر وہ نہ آیا تو میں خود جاؤں گا اور اسے لے کر آؤں گا۔ اور پھر بھی نہ آیا تو میں ہندوستان چھوڑ کر مدینہ چلا جاؤنگا مجھے کیا ضرورت ہے یہاں پڑا رہوں۔ تو جب میں پہنچا تو عجیب کیفیت تھی مولانا مدنی کی، اسٹیشن پر سارا دارالعلوم شہر کے ہزاروں آدمی، تل دھرنے کی جگہ نہیں، حضرت مولانا بھی تشریف لائے، خیر وہ مدرسہ کے لیے، جم غفیر تھا مدرسہ میں، اگلے دن فرمایا کہ ہم جلسہ کریں گے۔ میں نے کہا کیا ضرورت ہے؟ میں وہاں کیا کہوں گا؟ آپ کی یہ شاگرد نوازی کافی ہے کہ آپ نے تکلیف فرمائی، فرمایا نہیں نہیں جلسہ ہوگا۔ اس جلسہ میں مولانا مدنی نے تقریر فرمائی اور ابتدا تقریر کی اس شعر سے کی، کہ

اے تماشہ گاہِ عالم روئے تو
تو کجا بہرِ تماشا مے روی

اس پہ تمام لوگوں کے آنسو نکلے اور میری بھی کیفیت عجیب ہو گئی۔ اس کے بعد میں نے عرض کیا کہ حضرت ان جملوں کو قیامت تک بھی یاد رکھوں گا جو آج فرمائے ہیں آپ نے۔ یہی میرے لیے دستاویز ہے وہاں کی نجات کے لیے۔ اور میری یہ کیفیت کہ بولا نہ جاتے، پوری مجلس پر گریہ طاری ہو گیا۔ عجیب کیفیت تھی۔ تو ان بزرگوں کی ذرہ نوازی۔ اور اپنی طرف سے ندامت سے مارے رہنا یہی ہمارے لیے دستور ہے۔ دیکھ لیا ان سب کو، اہلیت اپنے

(باقی ص ۲۱ پر)

ایک سفر ایک داستان

عراق سے سعودی عرب تک

سید محمد طیب شاہ ہمدانی

(۲)

عراق

رات کے ۱۲ بجے ۱۹۷۳ کی ابتدا ہو رہی ہے اور ہمارا کارواں براہ مندوہ۔ بعقوبہ بغداد کی سمت رواں دواں ہے جو کبھی خلفائے بنو عباس کا پایہ تخت تھا۔ جو کئی دفعہ بسا اور اجڑا۔ جس میں برسوں امام ابوحنیفہ اور ابو یوسف۔ امام احمد بن حنبل کے علم و فضل کے دریا موجزن رہے وہی بغداد جس کی جیل میں امام اعظم نے ہزاروں مرتبہ قرآن ختم کیے اور جس کے در و دیوار نے ابن حنبل کے جسم پر حق گوئی کی پاداش میں کوڑے برستے دیکھے۔ پھر جس کے باسیوں نے اپنے اعمال کی سزا ہلاکو و چنگیز کی صورت میں پائی۔ ابھی بغداد کے میناروں سے کلمہ توحید کا آوازہ بلند نہیں ہوا تھا کہ کارواں اقامۃ الحجاج میں جا پہنچا۔

چند منٹ بعد ہی الصلوٰۃ خیر من النوم کا اعلان ہوا۔ ضروریات سے فارغ ہوئے جس کا اس اقامت گاہ میں معقول انتظام تھا۔ اب قریب کی مسجد کا راستہ معلوم کیا اور ایک مختصر کوچہ سے گزر کر وسیع و فراخ چوراہے میں جا پہنچے۔ اس چوک کے درمیان مسجد کی بہت بڑی عمارت تھی اور اس کے چاروں طرف سڑکیں شہر کے مختلف علاقوں کو آپس میں ملا رہی تھیں۔ چوک میں بہت بڑا بورڈ آویزاں تھا۔ ساحۃ الامام الاعظم۔

مسجد میں داخل ہوئے تو وضو کا یہاں مختصر سا انتظام تھا۔ ورنہ یہاں سب گھر سے وضو کر کے آتے ہیں۔ ہماری طرح مساجد میں وضو خانہ، غسل خانہ، طہارت خانہ کا انتظام نہیں ہوتا جس سے عموماً وہی لوگ استفادہ کرتے ہیں جنہیں مسجد میں صرف اس غرض کے لیے آنا ہوتا ہے اور نماز ان کے نصیب میں بھی نہیں ہوتی۔ ان علاقوں میں ایسی ضروریات بازاروں اور محلوں میں عموماً پائی جاتی ہیں۔ جس سے ہر آنے جانے والا استفادہ کر سکتا ہے۔ مسجد میں نماز صبح ادا کی تو کیا دیکھا کہ مسجد کے اندر بائیں کونے میں ایک دروازہ ہے۔ جس سے لوگ آ جا رہے ہیں۔ وہاں گیا تو ایک حسین و جمیل منقش کمرہ تھا۔ جس میں ایک قبر ہے اور لکڑی کا قد آدم کٹہرا اس کے گرد ایستادہ ہے۔ کٹہرے کے اوپر کی جانب پیتل کی ایک پٹی پر حروف کندہ ہیں۔ ھذا قبر الامام الاعظم ابو حنیفہ النعمان الکوفی۔ خوشی کی انتہا نہ رہی آنکھوں سے سیلاب اشک رواں ہو گیا۔ امام عالی مقام کی اس تربت پر لاکھوں سلام جن میں کوہ علم و فضل حق و صداقت کا ہمالیہ، سنت نبویہ کا شارح۔ کان تقویٰ و طہارت۔ سواد اعظم کا مقتدا۔ لو کان العلم بالثریا لناله رجل من اہل فارس کا مصداق محو خواب ہے۔ مواجہہ میں کھڑے ہو کر ایصال ثواب کیا اور کٹہرے میں لکھی عبارت کو پڑھا۔ تو معلوم ہوا اس مزار کی تعمیر از سر نو ۱۳۴۷ھ میں شاہ عراق کی مرہون منت ہے۔ مسجد بڑی وسیع اور خوبصورت ہے۔ اندرونی فرش پر بیش قیمت قالین بچھی ہوئی ہیں۔ صحن میں انتہائی خوبصورت نئے ڈیزائن کا سنہری چمکدار مینار ہے۔ جس پر گھڑیاں نصب ہیں مسجد کے ساتھ درس گاہ زیر تعمیر ہے۔ موجودہ بغداد جدید و قدیم عمارات اور یادگاروں کا حسین امتزاج ہے۔ نو تعمیر علاقہ کے بازار اور سڑکیں وسیع و عریض جا بجا گھاس اور پھولوں کے پلاٹ سبزہ گاہیں خصوصاً شہر کے وسط میں دریائے دجلہ اور دونوں بازوؤں کو ملانے والے مختلف ڈیزائنوں کے پل اور دریا کے شفاف میں قسم قسم کی کشتیاں اور بجرے جو ہر وقت دریا کی لہروں سے اٹھکیلیاں کرتے رواں دواں ہیں۔ یہ شہر عظیم تاریخی سرمایہ

ہے ۔ یہاں تاریخ کے طالب علموں کو خزینے درکار ہیں یہاں اسلامی تاریخ کے بیش بہا ماہ پارے سفر بے لحد میں آرام کر رہے ہیں ۔ امام اعظم ۔ شیخ عبدالقادر جیلانی کے علاوہ پیغمبر خدا یوشع علیہ السلام، امام موسیٰ کاظم، امام علی النقی، جنید بغدادی معروف کرخی سری سقطی، ذوالنون مصری ۔ بشر حافی، امام ابو یوسف، امام احمد بن حنبل ۔ شبلی ۔ منصور، بہلول جیسے

علم و فضل اور بحر معرفت کے شناور یہاں محو خواب ہیں ۔ عراق کے دوسرے شہروں میں کوفہ کے قریب دجلہ شہر میں پیغمبر خدا حضرت ایوب علیہ السلام کا مزار ہے ۔ اسی طرح الانس میں خادم خاص خاتم الانبیاء حضرت انس بن مالک کی تربت ہے اور بصرہ سے ۱۵ میل دور ایک قبرستان میں خواجہ حسن بصری رح اور محمد بن سیرین اور قصبہ زبیر میں زبیر بن العوام صحابی کا مزار ہے ۔ اور اس کے قریب جنگ جمل والا میدان ہے ۔ جس میں حضرت علی سے منسوب ایک مسجد ہے اور اس کے قریب ہی مشہور ترین صحابی طلحہ رض آرام کر رہے ہیں ۔ یہ سب کچھ بجا ۔ لیکن کیا کیجئے ۔ کمی وقت کے علاوہ ایک اور کشش ہے ۔ جو سب سے طاقتور ہے ۔ کاش وقت و سفر کی طنابیں سمٹ جاویں اور قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ کا معجزہ ظہور پذیر ہوا ۔ اسی لیے ظہر کی نماز ادا کر کے پا بہ رکاب ہو گئے ۔ صرف چنداں سفیر پاکستان کا انتظار کیا ۔ جن کا پیغام پہنچا تھا کہ وہ کاروان کو رسمی طور پر الوداع کہنے چاہتے ہیں ۔ شہر کے اندر ایک قدیم محلہ سے گزر ہوا، جہاں شیخ عبدالقادر جیلانی کا مزار ہے ۔ جس کی متصل مسجد میں نماز عصر ادا کی ۔ مزار و مسجد بہت عمدہ نقش و نگار سے مزین ہیں ۔ عمارت قدیم ہے ۔ مسجد خستہ حال اور قابل مرمت ہے ۔ مزار مرمت ہو رہا ہے اور پرانے نقوش کو لباس نو مہیا کیا جا رہا ہے ۔ مزار سے متعلقہ عمارات کافی لمبی چوڑی ہیں ۔ مختلف شاہان ترکی نے اپنے دور اقتدار میں اظہار عقیدت کے طور پر کئی ایک عمارات اور مینار تعمیر کیے ہیں ۔ انہی عمارات کے دائیں کونہ صاحبزادہ عبدالجبار رح ابدی نیند سو رہے ہیں ۔ فاتحہ خوانی سے فارغ ہو کر سواد اعظم کے مرشد و شیخ سے رخصت ہوئے ۔ بحمد اللہ کہ مسلم اکثریت

کے امام و شیخ (؟) ہر دو کی زیارت ہو گئی ۔ اس مختصر وقت میں محسوس کیا گیا کہ مملکت ایران کے برخلاف یہاں اپنائیت ہے ۔ یوں ہی محسوس ہو رہا تھا کہ ہم اپنے ملک میں پھر رہے ہیں ۔ یہاں نہ تو کوئی پابندی ہے ۔ اور نہ ہی کوئی رکاوٹ ۔ اگرچہ یہاں کا لباس عموماً انگلش ہے ۔ لیکن عرب لباس کی کمی نہیں ۔ بے پردگی بھی بہت کم ہے ۔ عام مستورات برقعہ پوش ہیں ۔ کاروان کو دیکھ کر عوام گروہ در گروہ امڈ آئے ۔ کوئی غیر ملکی سگریٹ کا خریدار تھا اور کوئی دستانوں کا خواہش مند جیسے ایرانی سگریٹ اور مستعمل کوٹ کے خریدار ہیں ۔ یہاں قالینوں اور بستر کی چادروں کی بھی مانگ ہے ۔ مستورات سوار قواریہ (کانچ کی چوڑیاں) کی طلب گار ہیں ۔ بچوں کا اصرار ہے النقود للتذکیر اور ایران میں پول پاکستان برائے یادگاری بدہ کا شور ہو گا ۔ بغداد میں کمال ہاشم طرہ نامی بچے نے ایسا ہی اصرار کیا ۔ لیکن ریزگاری پاکستانی ختم ہو چکی تھی ۔ اس لیے ایک روپیہ کا نوٹ دیا گیا ۔ لیکن اس نے آٹوگراف کے بغیر لینے سے انکار کر دیا ۔ اس لیے یوں لکھ دیا تعلم فان العلم زین لاھلہ و فضل و عنوان لکل المحامد ۔ جواباً اس نے ایک بچوں کا رسالہ اپنے دستخط کر کے میرے بچے کے لیے تحفہ دیا ۔

اس مختصر سے قیام بغداد میں عوام کی پاکستانیوں مسلمانوں اور رہ نور دان حجاز سے محبت کے وہ مناظر دیکھے ۔ جو کبھی فراموش نہیں کیے جا سکتے ۔ مرشد جیلانی کے مزار کی زیارت کے بعد کاروان بصرہ کو روانہ ہوا جو ۵۴۸ کیلومیٹر دور ہے ۔ راتوں رات عزیزیہ ۔ قط ۔ عمارہ کے قصبوں سے گزر ہوا اور بصرہ سے آگے زبیر صفوان سے ہوتے ہوئے ظہر کے وقت سرحد عراق پہ پہنچ گئے ۔

دولۃ الکویت

معمولی کارروائی کے بعد جس میں نہ تو گنتی کا تکلف کیا گیا اور نہ کوئی دوسری تفتیش، کویت کی سرزمین میں داخل ہونے کی اجازت مل گئی ۔ اب صحرا ہی صحرا ریت کے ٹیلے اور چٹیل میدان روبرو ہیں ۔ جیسے عراق میں کسی قسم کی پابندی نہ تھی ویسے ہی یہاں کوئی رکاوٹ نہ تھی ۔ یہاں

راہ نمائی کے لیے ہمارے سفارت خانے کا ایک رکن موجود تھا۔ جس کے ہمراہ ہم باآسانی مدینۃ الحجاج پہنچ گئے۔ کویت کی دولت و امارت کے نشانات شروع ہو گئے۔ صحرا میں سڑک کے دونوں طرف اچھے بھلے ٹائر و ٹیوب بکھرے پڑے تھے۔ معمولی پنکچر ہوا تو پھینک دیا مرمت کی تکلیف کون اٹھائے۔ جام سفال سے زیادہ اس کی اہمیت نہیں۔ یہ دولت و ثروت سیال سونے (تیل) کی مرہون منت ہے۔ چند سال قبل ہی یہاں کے باسی اونٹوں بھیڑوں کے چرواہے تھے اور خانہ بدوش جہاں کہیں سبزہ اور بارش کا پانی میسر ہو گیا وہیں ڈیرے ڈال دیئے۔ نہ تن پر کپڑا نہ پاؤں میں جوتا۔ اونٹ کے بالوں اور چمڑے کے خیمے اور یہی ان کا دار و مدار اور مال و منال۔ اب تیل کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ان کی کایا پلٹ دی ہے۔ اب یہ دنیا کی امیر ترین قوم بن کر تیسری دنیا کے نام سے ابھری ہے۔ جس کے سامنے یورپ کی بھرپور تجوریوں والے دریوزہ گری کر رہے ہیں اور قرض کی بھیک مانگ رہے ہیں۔ یہاں ریگستان تو کیا اندرون سمندر بھی تیل کے چشمے ابل پڑے۔ گیس کی اتنی فراوانی ہے کہ زائد کو نذر آتش کیا جا رہا ہے۔ جس سے یہاں کا آسمان ہر وقت دہکتے ہوئے انگاروں کی طرح سرخ ارغوانی رہتا ہے۔ اگرچہ ایران و عراق کی دولت کے اکثر اجزا تیل سے ہی ترکیب پاتے ہیں۔ لیکن یہاں ان سے ایک تو نسبتاً زیادہ دوسرا تیل کے سوا کچھ ہے ہی نہیں حتیٰ کہ یہ علاقہ پانی جیسی نعمت سے محروم ہے۔ جہاں کہیں پانی کی تلاش کی جاوے۔ تیل کا چشمہ ابل پڑتا ہے۔ یہاں پانی دوسرے ممالک سے درآمد کرنا پڑتا ہے۔ یا سمندر کا پانی مشین کے ذریعہ صاف کر کے استعمال میں لاتے ہیں۔ یہاں از قسم آبادی کوئی علاقہ دیہاتی نہیں جو کچھ ہے وہ کویت کا وسیع و عریض شہر ہے۔ ابتدا میں جہرہ کی آبادی آئی جس کے پاس ٹوٹی پھوٹی موٹروں کاروں کا اتنا بڑا ذخیرہ اور لمبا چوڑا انبار پڑا تھا کہ ہمارے کباڑیوں کی نظر میں کروڑوں کا ہوگا۔ لیکن ان کے نزدیک وہ بیکار محض بنا ہوا تھا۔ اس شہر کی ایسی ہی چالیس سے اوپر بڑی بڑی آبادیاں یا محلے ہیں۔ عمارات

سب نئے ڈائزئن کی۔ زیادہ تر ایک دو منزل اور بعض کئی کئی منزلیں۔ بازار وسیع جو یورپین مال سے بھرپور ہیں۔ فری پورٹ ہونے کی وجہ سے دوسرے ملکوں کی نسبت ہر چیز ارزاں اور عمدہ دستیاب ہوتی ہے۔ پھل کی منڈی میں لبنان کے اعلیٰ ترین سیب، کیلے اور ترشاوا پھل اور دوسری سبزیاں اور تازہ بتازہ ترکاریاں پیٹیوں میں بند ہوائی سروس کے ذریعہ ہر وقت پہنچتی رہتی ہیں۔ یہاں کی مساجد قریباً ایک ہی ڈیزائن اور شکل کی ہیں۔ جن کی عمارت مضبوط ہونے کے علاوہ خوبصورت بھی ہے۔ اندرون مسجد عمدہ قالین بچھے ہیں۔ ہر مسجد میں مختصر سی لائبریری بھی ہے۔ جس میں تعلیمات اسلامیہ پر مشتمل بہت عمدہ اور خوبصورت کتابیں ترتیب سے پڑی دعوت مطالعہ دے رہی ہیں۔ مساجد کا نظم و ضبط سب سرکاری ہے مؤذن انتہائی خوش آواز ہیں۔ وہ شخص انتہائی قسی القلب ہوگا جو اذان سن کر مسجد کھنچا چلا نہ آوے۔ امام عموماً کلین شیو ہیں۔ لباس عربی ہیں۔ قریباً ہر ملک کا باشندہ یہاں پایا جاتا ہے۔ سعودی ہو یا ایرانی، ترک ہو یا عراقی ہندی ہو یا پاکستانی ہر شخص ۳۳ دانوں کی تسبیح ہاتھ میں لٹکائے ہوگا۔ حتیٰ کہ سپیر پارٹس کے سکھ دوکاندار بھی تسبیح بدست دکھائی دیں گے۔ پاکستانی سے زیادہ ہندوستانی لوگ ملازمت اور تجارت کر کے اپنے ملک کو زرمبادلہ فراہم کر رہے ہیں۔ اس شہر کی آخری آبادی بجانب سعودی عرب منطقۃ الفساعات الثقیلۃ ہے اور شہر کے قریباً وسط میں استراحۃ الحجاج الحکومیۃ ہے جہاں کیمپ اور خیمے نصب ہیں۔ پانی۔ غسل خانے وغیرہ کا معقول انتظام ہے۔ اس احاطہ میں شفاخانہ، ڈاک خانہ کا انتظام نیز بنک و مسجد ہی تو ہے۔ کیمپ کا انتظام یہاں مقیم پاکستانیوں نے اپنے ہاتھ میں لے رکھا ہے۔ وہاں پہنچتے ہی انھوں نے خوش آمدید کہا اور کمال مہمان نوازی سے پیش آئے سارے کارواں کو چائے اور کھانا مہیا کیا۔ جن مسافروں کے اقربا یہاں تھے۔ وہ اپنے عزیزوں کو اپنی رہائش گاہوں پہ شب بسری کے لیے لے گئے۔ بعض نے بغیر جان پہچان کے بعض مسافروں کو اپنے ہاں قیام کی دعوت

دی حالانکہ کیمپ میں قیام کا معقول انتظام تھا۔ راقم اور سالار کارواں کو ہمارے ساتھی باجوہ صاحب کے بھائی جو یہاں سرکاری ملازم ہیں اپنی قیام گاہ پر لے گئے۔ نہلایا، کھانا کھلایا اور ہمارے اصرار کی بنا پر واپس کیمپ میں چھوڑ گئے۔ لیکن بہت سی خوراکی ضروریات ہمراہ کر دیں رات کے گیارہ بجے کیمپ میں واپسی ہوئی تو منتظمین کیمپ نے بتایا کہ ہمارے کاغذات سفر اگرچہ کافی حد تک درست ہیں۔ تاہم بعض فیگرز کی کمی باقی ہے جن کی تکمیل کے بغیر سعودی عرب میں داخلہ ممکن نہیں اور کہ نئی فہرستیں بناتے ہوئے عربی رسم الخط ضروری ہے۔ کارواں میں علم وفضل کے مدعی بھی عربی رسم الخط سے بے بہرہ تھے اور اگر اکیلا راقم یہ کام سرانجام دے تو دو تین روز میں یہ کام سرانجام پائے۔ اس لیے جناب بشیر احمد پرنسپل مدرسہ الپاکستانی الحدیثہ کویت نے رائے دی کہ ٹائپ کرنے والے کی خدمات حاصل کی جائیں۔ اپنی ناواقفیت کی بنا پر ان سے تعاون کی درخواست کی۔ لیکن تلاش بسیار کے باوجود ایسے وقت میں ٹائپ رائٹر میسر نہ آسکا۔ بالآخر مایوس ہوکر انھوں نے خود ہی اس کام کا بیڑا اٹھایا۔ اور ساری رات وہ ٹائپ کرتے رہے بندہ لکھواتا رہا اور ساتھ ساتھ خود بھی دوسرے کاغذات تیار کرتا رہا۔ حتیٰ کہ صبح کی نماز کے بعد دو گھنٹے تک کام کیا اب وہ مصر ہوئے کہ ناشتہ بھی ان کے ہاں کیا جاوے۔ وہاں سے فارغ ہوکر کیمپ میں اپنی گاڑی پر چھوڑنے آئے۔ تو کارواں سرحد کو روانہ ہو چکا تھا اور سرحد تک پہنچانا بھی اب ان کی ذمہ داری ہوگئی۔

وہاں پہنچے تو کارواں ابھی تک کہیں راستہ میں ہی تھا اس لیے پاکستانی دوستوں کے قائم کردہ کیمپ میں ہی ٹھہر گئے۔ جنھوں نے مٹھائی اور چائے سے مہمان نوازی کی۔ کویت میں مقیم پاکستانیوں نے جس قسم کے تعاون حسن سلوک اور مہمان نوازی کا مظاہرہ کیا وہ ان کی انمٹ یاد دلاتا رہے گا۔

سعودی عرب

کویت سے خروج ایک معمولی کاروائی کے بعد سرانجام پاگیا اور ہم سعودی عرب کی سرحد مرور الخفجی پہنچ گئے۔ جہاں مسافروں کے لیے خیمے نصب تھے۔ رات یہیں بسر کی۔ صبح سے عصر تک کاغذات کی دیکھ بھال، سامان اور سواریوں میں گزرا۔ افغانیوں کی نسبت ہماری چیکنگ بہت کم ہوئی۔ افغانی عموماً منشیات کے کاروبار کی وجہ سے بدنام ہیں اور بعض پاکستانیوں نے ایسے افعال سے اپنے ملک کو بدنام کر رکھا ہے۔ ناجائز طریق اور ذرائع سے سفر کرنا بھی بعض لوگوں کا معمول بن گیا۔ اس سلسلہ میں سندھیوں کے کئی قافلے یہاں عرصہ سے مقیم تھے۔ ان کی بدبو، لباس اور حالت ظاہری اتنی ناگفتہ بہ تھی کہ بدبو سے دماغ پھٹا پڑتا تھا۔ ان میں بچے، جوان، بوڑھے، مرد وعورت سب ہی تو تھے۔ جو مملکت پاکستان اور اس کے باسیوں سب ہی کے لیے بدنامی کا باعث بنے ہوئے تھے۔

نماز عصر کے بعد یہاں سے روانگی ہوئی اور سمندر کے کنارہ کے ساتھ ساتھ خفجی، ذرقانی، دمام سے ہوتے ہوئے ظہران پہنچ گئے۔ سڑک پر ایک پاکستانی ڈاکٹر جو وہاں ملازم تھے نے کارواں کو روک لیا۔ ان کی کوئی عزیزہ کسی قافلہ میں آرہی تھی۔ جس کی ان کو تلاش تھی۔ لیکن وہ ہمارے قافلہ میں نہ تھی۔ تاہم انھوں نے وطنی انسیت کا اظہار کرتے ہوئے قافلہ کو الخبر میں واقع قیام گاہ حجاج میں قیام کی دعوت دی اور وہاں تک ہماری راہنمائی کی۔ وہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ اتنے بڑے کارواں کے لیے یہ جگہ ناکافی ہے۔ دراصل انھیں بھی معلومات پوری نہ تھیں۔ اس لیے انھیں خواہ مخواہ شرمندگی اٹھانی پڑی اور معذرت خواہ ہوئے تاہم کارواں رواں دواں رہا۔ اور العقیق، قہوہ سعید۔ خریص سے ہوتا ہوا ۸۷۰ کلو میٹر کا فاصلہ طے کرکے ۵/۱/۷۲ کو ۱۰ بجے صبح ریاض پہنچ گیا۔

چونکہ جمعۃ المبارک کا دن ہے۔ اس لیے نہا دھو کر نماز جمعہ کی تیاری کی اور مدینۃ الحجاج میں ہی جمعہ کا خطبہ دیا اور نماز پڑھائی۔ بعدازاں اپنے برادر خورد عبدالشکور کو ملنے شہر روانہ ہوا لیکن ابھی بازار میں ہی گشت کر رہے تھے کہ برادر عزیز واپس آملا۔ اور اپنی قیام گاہ پر

لے گیا۔ جو امیر عبداللہ بن عبدالرحمن آل سعود کے محل سے وابستہ کوارٹر میں تھی۔ راستہ میں چلتے ہوئے جامع مسجد ریاض کے پاس سے گزر ہوا۔ جس کے سامنے عدالت عالیہ کی حسین و جمیل عمارت ہے۔ جو عربی طرز تعمیر اور یورپین انداز تعمیر کے عمدہ امتزاج کا نمونہ تھی۔ مسجد اور عدالت کے درمیان وسیع میدان ہے۔ جہاں ہزاروں انسانوں کا مجمع سما سکتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے اسی میدان میں سرِ عام تعزیراتِ شرعیہ کا اجراء ہوتا ہے بعد نماز جمعہ اجتماعِ عام میں چوروں کے ہاتھ کٹتے، اور قاتلوں کے سر اڑائے جاتے ہیں اور زانی سنگسار کیے جاتے ہیں۔ لیکن اس کی نوبت کہیں سال میں ایک آدھ دفعہ آتی ہے۔ یہاں جھگڑا عموماً زبانی کلامی ہوتا ہے۔ دست بدست کی نوبت بہت کم آتی ہے۔ کیونکہ ہاتھ کے بدلے ہاتھ، آنکھ کے بدلے آنکھ کا شرعی قانون نافذ ہے۔ رشوت اور سفارش کا یہاں نام نہیں۔ جس سے مجرم کی حوصلہ افزائی ہو۔ وکلاء کا ملک میں وجود ہی نہیں۔ جو عدالت میں معاملہ کی اصلیت کو غتر بود کر دیں۔

سعودی عرب کا دار الخلافہ "الریاض" بڑا وسیع و عریض شہر ہے۔ جو باقی ملک سے کولتار کی کارپٹ روڈ سے ملا ہوا ہے۔ اور اپنے تیل کے کارخانوں کی آبادیاں سے بذریعہ ریل گاڑی بھی آمد و رفت کی سہولتیں رکھتا ہے۔ نیز یہاں ہوائی اڈا بھی ہے یہاں کے بازاروں اور سڑکوں پر پھرتے ہوئے روائتی عرب کا تصور ختم ہو جاتا ہے۔ بلکہ یوں محسوس ہوتا ہے کہ ہم یورپ کے کسی ترقی یافتہ شہر میں پھر رہے ہیں۔ سارا شہر عربی اور امریکی طرزِ تعمیر کا امتزاج معلوم ہوتا ہے۔ اور بلند و بالا عمارات بحرِ بیکراں۔ کہیں کہیں پرانی عمارات جو کچی ہیں۔ تا حال ایستادہ ہیں اور پانی کے بلبلے کی طرح کسی ہوا کے جھونکے کی منتظر ہیں۔ شہر کے گرد و نواح میں مشینی کاشت کے ذریعہ باغات نصب کیے جا رہے ہیں اور کھیتی باڑی کے تجربات جاری ہیں۔ ۴۸ گھنٹے کے قیام کے بعد ۸ بجے صبح قافلہ ریاض سے روانہ ہو گیا۔ بھربھری سی پہاڑیاں ریت کے ٹیلے لق و دق صحرا کے بیچوں بیچ کولتار کی وسیع و عریض سڑک پر کارواں رواں دواں ہے۔ کہیں کہیں صحرائی جہازوں کے بیڑے قطار اندر قطار سفر کرتے دکھائی دے رہے ہیں۔ اور کہیں سیاہ دنبوں کے ریوڑ صحرائی پودوں سے کام و دہن کی تواضع کرتے نظر آ رہے ہیں۔ اسی طرح جنگل میں ہزاروں کی تعداد میں سیاہ و سرخ و سفید اور ابلق اونٹ روزی کی تلاش میں بے مہار پھر رہے ہیں۔ ایک کارواں کے اونٹ پر نوزائیدہ سفید بچہ لدا ہوا تھا۔ جیسے روئی کا تودہ ہو۔ قدرت الٰہی کے یہ مناظر عجیبہ دیکھتے دیکھتے مرات نامی قصبہ آ گیا۔ پانی کی ضرورت پوری کرنے کے لیے کارواں رک گیا۔ ایک دوسرا کارواں جو پہلے سے کھڑا تھا۔ میں سے ایک مصری عورت زمین پر لوٹ اور کراہ رہی تھی میں نے پوچھا یا اماہ مالک ایش وجع اس نے کہا مجھ لطنی میں نے ہاضمہ کی گولیاں کھلا دیں۔ وہ تندرست ہو گئی۔ اب اس نے دعائیں دینا شروع کیں تو ڈھیر ہی لگا دیا۔ عربی زبان کی وسعت اور الفاظ کا ذخیرہ اور پھر دیہاتی زبان کی فصاحت و بلاغت ایک عربی زبان کے طالب علم کے لیے لغت کا سمندر تھا۔ جس کی لہروں کا مد و جزر حد آخر کو پہنچ

مجلس ذکر اور آیت کریمہ

۷ر دسمبر ۱۹۶۵ء بروز اتوار بعد نماز مغرب جامع مسجد اہل السنت والجماعت باغبانپورہ میں مجلس ذکر اور آیت کریمہ کی مبارک مجلس میں حضرت شیخ التفسیر قدس سرہ کے خلیفہ ارشد مولانا محمد شعیب صاحب مدظلہ العالی (میاں علی ضلع شیخوپورہ) شرکت فرمائیں گے۔ (مولانا) محمد اسحاق

معذرت

۱۲ر دسمبر کے شمارہ کے ٹائٹیل کی سرخی میں حاتم آصمؒ کے بجائے "آثم" لکھا گیا۔ بندہ دادی کے انتقال کے سبب یہاں موجود نہ تھا جس سے بروقت ریڈنگ میں کوتاہی ہوئی۔ اس پر ہم معذرت خواہ ہیں۔ (مدیر انچارج)

تعارف و تبصرہ

○ متحدہ قومیت اور اسلام ○ جواہر الفقہ
○ رجل رشید ○ جنت کا منظر

تبصرہ کے لیے دو کتابیں ارسال کریں —— تبصرہ مجموعی حیثیت سے ہوگا —— پہلے کتاب پہلے تبصرہ کا اصول ضروری

۱۔ متحدہ قومیت اور اسلام

قیمت : ۶ روپے

مکتبہ محمودیہ جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور

شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ کی شخصیت ان کا علمی مرتبہ اور ان کی خداداد بصیرت کا ایک زمانہ معترف ہے۔ اسی طرح علامہ اقبال مرحوم بھی اپنی قومی خدمات کی وجہ سے ایک مقبول و معروف شخصیت ہیں۔ لیکن ہر دو حضرات کا سیاسی مسلک جدا جدا تھا۔ اس اختلاف رائے سے بعض لوگوں نے ناجائز فائدہ اٹھانے کی کوشش کی اور شیخ الاسلام کی ایک تقریر کی غلط رپورٹنگ علامہ کے سامنے پہنچی کہ وہ اس نقشہ کو دیکھ کر برداشت نہ کر سکے۔ اور چند اشعار کے ذریعہ شیخ الاسلام مرحوم پر سخت نکتہ چینی کی اور اس کا شدید رد عمل ازبس ضروری تھا۔ چنانچہ نظماً و نثراً ایسا ہوا اور علامہ اقبال کو سہیل مرحوم نے اسی انداز سے جواب دیا۔ تاہم علامہ طالوت مرحوم نے ہر دو حضرات کے درمیان رابطہ بن کر غلط فہمی دور کرا دی اور علامہ مرحوم نے شیخ کے خلاف اپنی تنقید واپس لے لی جو ۲۸ مارچ ۱۹۳۸ء کے احسان لاہور میں شائع ہوئی۔ اسی وقت بعض حضرات نے اس خط و کتابت کو شائع کر دیا جس سے فکر و نظر کے کئی گوشے سامنے آئے لیکن اب ایک عرصہ سے وہ کتابچہ نایاب تھا۔ اُدھر اب بھی بعض حضرات "بعض معاذیر" کے پیش نظر شیخ الاسلام اور آپ کے ساتھیوں کو معاف نہیں کرتے۔ اس لیے اس کا منظر عام پر آنا ازبس لازمی تھا۔ خدا بھلا کرے مکتبہ محمودیہ کے ارباب حل و عقد کا جنہوں نے نہ صرف اس خط و کتابت کو شائع کر دیا بلکہ شیخ الاسلام کے اسی نام سے اس مفصل رسالہ کو بھی ساتھ شامل کر دیا جو موصوف نے اس فیصلہ کن خط و کتابت کے بعد بھی بعض نام نہاد عقیدت مندانِ اقبال کی طرف سے ژاژ خائی کے جواب میں لکھا تھا۔ سو صفحہ کا درمیانی سائز کا یہ حسین و خوبصورت رسالہ ہے جو کتابت و طباعت کے اعتبار سے انتہائی معیاری ہے۔

ہم ارباب جامعہ کو اس کارنامہ پر مبارکباد کہتے ہیں اور ملتمس ہیں کہ اس قسم کے تبرکات کی اشاعت کا سلسلہ تیز تر کر دیں۔ البتہ ابتدا میں مختصر ابتدائیہ جس میں ان نوادرات کا پس منظر شامل ہو ازبس لازمی ہے۔

۲۔ جواہر الفقہ جلد اوّل

از حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب کراچی

صفحات ۵۲۰ درمیانہ سائز۔ کتابت طباعت بہترین جلد مضبوط خوبصورت۔ قیمت ۲۵ روپے

ملنے کا پتہ : مکتبہ دارالعلوم کراچی

مفتی صاحب کے متعدد ایسے رسائل ہیں جو مختلف موضوعات سے تعلق رکھتے ہیں لیکن اب تک شائع نہیں ہو سکے۔ آپ کے صاحبزادے مولانا محمد رفیع عثمانی نے ایسے تمام رسائل کو یکجا کرنے کا عزم کیا ہے اور سب سے پہلے فقہی مسائل سے متعلق رسائل کو اکٹھا کرنے کا پروگرام بنایا ہے۔ چنانچہ زیر نظر کتاب انہی فقہی رسائل میں سے ۱۴ رسائل پر مشتمل ہے جن کے نام حسب ذیل ہیں :

تکفیر کے اصول، قرآن کریم کا رسم الخط اور اس کے احکام، کیا قرآن کا صرف ترجمہ شائع کیا جا سکتا ہے ؟ تقلید شخصی، دوسرے مذہب پر فتویٰ دینے کے حدود۔ فتویٰ متعلقہ جماعت اسلامی، پیر و مرید کا فقہی اختلاف، دست بوسی اور قدم بوسی، مروجہ سیرت کمیٹی اور اس کی شرعی حیثیت، مروجہ صلوٰۃ و سلام کی شرعی حیثیت، مساجد کی نئی شکلیں اور ان کے مقاصد، سمت قبلہ، اقامت کے وقت مقتدی کب کھڑے ہوں، حرف ضاد کا صحیح مخرج

اور اس کے احکام، خطبہ جمعہ عربی میں کیوں ہے؟ قنوت نازلہ، احکام رمضان و مسائل زکوٰۃ، حیلہ اسقاط، رؤیت ہلال کے شرعی احکام، اوزان شرعیہ، احکام عیدالاضحیٰ و قربانی، چرم قربانی کے احکام، مواقیت احرام اور ان کے مسائل، حج بدل اور اس کے احکام۔

یہ رسائل جو عقائد و اعمال اور ہر شعبہ زندگی سے متعلق ہیں بعض چند صفحات پر مشتمل ہیں جبکہ بعض خاصے طویل ہیں۔ تاہم ہر رسالہ اپنی جگہ محققانہ ہے۔ مرتب موصوف نے ذیلی عنوانات کے ساتھ ابتدا میں مکمل فہرست مضامین شامل کر دی ہے جس سے افادیت اور بڑھ گئی ہے۔

اہل علم اور طلبہ کے علاوہ عام مسلمان بھی اس سے انشاء اللہ فائدہ اٹھا سکیں گے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مصنف و مرتب ہر دو کو صحت و سلامتی سے رکھے اور یہ کارِ خیر پوری رفتار سے جاری رہے۔

۳۔ رجل رشید

زاہد الراشدی کے قلم سے!

قیمت ۶ روپے

پتہ: مکتبہ مدنیہ باغبانپورہ جدید گوجرانوالہ

جمعیۃ علماء اسلام کے ناظم اطلاعات زاہد الراشدی صاحب باہمت آدمی ہیں۔ لکھنے پڑھنے سے انہیں خوب مناسبت ہے ۲۲۴ صفحات کی یہ کتاب انہوں نے جمعیۃ بلوچستان کے شہید امیر، معروف نڈر و حق گو عالم مولانا شمس الدین کے متعلق لکھی ہے۔ جماعتی تعلق کے علاوہ موصوف شہید کے ہم سبق بھی رہے ہیں۔ اس لحاظ سے بھی آپس میں گہرا تعلق تھا۔ کتاب میں موصوف کے خاندانی پس منظر کے ساتھ ساتھ ان کی زندگی کا پورا نقشہ مرتب کر دیا ہے۔ جس میں ان کی تعلیم و تربیت، جماعتی زندگی، اسمبلی کی خدمات وغیرہ پر مفصل گفتگو ہے۔ ساتھ ہی ساتھ جماعتی اکابر، سیاسی زعماء، اخبارات و رسائل اور قومی شاعروں کی طرف سے شہید کے حضور خراج عقیدت کا مفصل باب ہے۔ بہرحال دعوت و عزیمت کا کام کرنے والے نیز خارزار سیاست کے مسافروں کے لیے اس کتاب کا مطالعہ ازبس ضروری ہے۔ کیونکہ اس میں ایک مجاہد، عالم دین، مخلص سیاسی کارکن اور بے باک قائد و رہنما کے نقوش ہائے زندگی ہیں۔ جنہیں پڑھ کر راہ گزارِ حیات میں چلنے کا ڈھنگ آجائے گا۔

۴۔ جنت کا منظر

مرتب و ناشر: خواجہ محمد اسلام کھڈیاں خاص ضلع لاہور

ادارہ اشاعت دینیات انارکلی لاہور

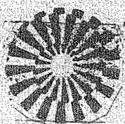
قیمت: ۲۵ روپے

۲۲×۱۸/۱۶ سائز پر ۸۰۰ صفحات کی یہ کتاب خواجہ صاحب نے بڑی محنت سے مرتب کی ہے اور پھر اس کی کتابت و طباعت میں اپنی روایتی خوش ذوقی، بلند ہمتی اور عالی حوصلگی کا بھرپور مظاہرہ کیا ہے۔ اس سے قبل جن حضرات نے آپ کی معروف عام کتاب "موت کا منظر" یا دوسری کتابیں دیکھی اور پڑھی ہیں انہیں یہ کتاب دیکھ کر اور بھی زیادہ خوشی ہوگی۔ کیونکہ خواجہ صاحب کی نئی کاوش پہلے سے خوب تر کا مصداق ہے۔ انہوں نے اس عظیم کتاب کو قرآن و حدیث کے علاوہ بیسیوں دینی کتابوں کے ذریعہ مرتب کیا ہے اور اس میں اڑھائی صد کے قریب ذیلی عنوانات کے تحت اعمالِ خیر اور ان پر مترتب ہونے والے بہتر نتائج کا عجیب دلچسپ انداز میں ذکر کیا ہے۔ ہماری دلی خواہش ہے کہ کوئی مسلمان گھرانہ اس کتاب سے خالی نہ رہے بلکہ اہلِ دل کو چاہیے کہ غیر مسلم حضرات کو بھی کوشش کر کے یہ کتاب پڑھائیں کیا عجب "جنت کا منظر" انہیں راہ ہدایت پر ڈال دے۔

بقیہ: احادیث الرسول ﷺ

ناچ گانے، تماشے دیکھنا، بیکار شغل، وقت کا ضائع کرنا عام طور پر رائج ہو گئے ہوں تو سمجھ لینا چاہیے کہ امتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بگڑ گئی ہے۔

اس حدیث میں آپ فرماتے ہیں کہ ان حالات کے اندر جو میری سنت پر چلے گا اور اس کو مضبوط پکڑے گا اس کو سو شہیدوں کا ثواب ہوگا کہ یہ اس کا بہت بڑا جہاد ہوگا۔



طبی معلومات

[illegible]

جڑی بوٹیوں سے علاج کیجئے !

خونی بواسیر کا تیر بہدف مفت علاج

گذشتہ دنوں پاکستان کے دوست ملک چین کا ایک طبی وفد پاکستان کے دورہ پر آیا۔ یہ وفد جڑی بوٹیوں کے ذریعہ بیماریوں کا علاج کرنے والے چینی معالجین پر مشتمل تھا۔ اور اس کے دورہ کا مقصد یہ معلوم کرنا تھا کہ کیا پاکستان میں بھی چین کے طبیبوں کی طرح مقامی جڑی بوٹیوں کے ذریعے بیماریوں کا علاج کیا جاتا ہے یا نہیں؟ اور اس علاج میں پاکستانی طبیب کس حد تک کامیاب ہیں؟ پاکستان میں کس کس قسم کی جڑی بوٹیاں پائی جاتی ہیں۔ اور وہ کن امراض میں کامیاب ثابت ہوئی ہیں؟

۲۳ ستمبر کو راقم الحروف کی چین کے اس طبی وفد سے ملاقات ہوئی اور چینی وفد کے ارکان نے راقم الحروف سے یہ معلوم کر کے نہایت حیرت اور مسرت کا اظہار کیا کہ پاکستان میں ایسی جڑی بوٹیاں موجود ہیں جن کے ذریعہ تپ دق "سل" ملیریا، ومہ ذیابیطس، امراض گردہ و مثانہ، بواسیر، امراض قلب غرض جملہ امراض بدنی کا کامیاب علاج کیا جا سکتا ہے۔ راقم الحروف نے چینی وفد کو ایک تحریری یادداشت بھی پیش کی جس میں مختلف مزمن امراض کے کامیاب اور مجرب نسخہ جات ظاہر کرنے کی پیش کش بھی کی گئی تھی۔

طب یونانی ہزاروں سال سے جڑی بوٹیوں کے ذریعہ علاج کر رہی ہے۔ اور ان جڑی بوٹیوں میں ہر ملک اور ہر خطۂ زمین کی جڑی بوٹیاں شامل رہی ہیں۔

ہمارے دوست ملک چین کی بیشتر جڑی بوٹیوں کے ناموں سے پاکستانی طبیب ہی نہیں عوام الناس بھی واقف ہیں۔ بادیان خطائی تخم بید انجیر خطائی یعنی جمالگوٹہ۔ جدوار خطائی۔ چوب چینی۔ دار چینی۔ ریوند چینی اور کباب چینی وغیرہ ادویات چین ہی کی پیداوار ہیں۔ اور چائے کی پتی جو ساری دنیا کے عوام کا پسندیدہ مشروب ہے اس کو بھی چین ہی سے نسبت کا اعزاز حاصل ہے۔

راقم الحروف آج ان کالموں میں ایک عام ملنے والی بوٹی کا تذکرہ کرتا ہے۔ جو نہ صرف خونی بواسیر کا تیر بہدف مفت علاج ہے بلکہ گردہ اور مثانہ کے امراض میں بھی نہایت مفید ثابت ہوئی ہے۔ اپنے ۳۵ برس کے معالجاتی دور میں اس بوٹی کے کامیاب تجربات کی روشنی میں یہ بات بلا خوف تردید کہہ رہا ہوں کہ خونی بواسیر کے ہزاروں نسخہ جات میں سے سب سے زیادہ کامیاب نسخہ اس بوٹی سے مرتب کردہ ہے۔

اس بوٹی کا اردو اور پنجابی نام بکن یا بکّن بوٹی ہے۔ ہندی میں اسے جل پیپل اور بنگالی میں کانچڑا گھاس کہتے ہیں۔ یہ بوٹی میدانی علاقوں کے ندی نالوں اور نمناک زمین میں بکثرت پائی جاتی ہے۔ اور کم و بیش ہر موسم میں دستیاب ہو جاتی ہے۔ راقم الحروف اکثر نارووال کے علاقے سے منگوایا کرتا ہے۔ شاہدرہ سے آگے نارووال تک قریباً ہر جگہ مل سکتی ہے۔

اس کے پتے نصف انچ لمبے چوتھائی انچ چوڑے ہوتے ہیں پتوں کے کنارے دندانہ دار سبز رنگ کے ہوتے ہیں۔ ہر پتے کی جڑ سے بینگنی رنگ کی گھنڈی جیسی بے شمار کلیاں لگتی ہیں۔ جو فلفل دراز یعنی مگھاں کی ہم شکل ہوتی ہیں۔

چونکہ فلفل دراز کو ہندی میں پیپل کہتے ہیں اسی لئے بکن بوٹی کو ہندی میں جل پیپل کہا جاتا ہے۔ کیونکہ یہ بوٹی پانی کے کنارے یا گیلی زمین میں ملتی ہے۔ ہندی میں پانی کو جل کہتے ہیں۔ بکن بوٹی کی کچھ شاخیں زمین سے ابھری ہوتی ہیں۔ اور کچھ زمین پر لیٹی ہوتی ہیں۔ یہ بوٹی اپنے دندانہ دار کناروں والے پتوں اور بینگنی رنگ کی بہت سی گھنڈیوں کے باعث بآسانی پہچانی جا سکتی ہے۔

خونی بواسیر کے علاج میں اس کے استعمال کا طریقہ بہت سادہ اور آسان ہے۔ بکن بوٹی کے چھٹانک بھر سبز پتے اور دس عدد سیاہ مرچیں کونڈی میں خوب باریک رگڑ لیں۔ اور چھٹانک آدھ پاؤ پانی ملا کر روزانہ صبح سویرے کچھ کھائے پیئے بغیر مریض کو پلائیں۔ ہفتہ عشرہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بواسیر کا خون قطعی بند ہو جاتا ہے۔ دو مہینے متواتر پینے سے مرتے دم تک خونی بواسیر سے نجات مل جاتی ہے۔ (انشاء اللہ)

راقم الحروف سینکڑوں مریضوں پر تجربے کے بعد یہ نسخہ ہدیہ قارئین کر رہا ہے۔ تاکہ اس نامراد مرض میں مبتلا لاکھوں افراد کا بھلا ہو سکے۔ وہ ڈاکٹری انجکشنوں، ہسپتالوں کے اپریشنوں اور بواسیر کے نام نہاد معالجین کی دستبرد سے محفوظ ہو سکیں۔

بکن بوٹی کے مندرجہ بالا طریقہ علاج سے نہ صرف بواسیر بلکہ نکسیر پھوٹنے کا عارضہ بھی رفع ہو جاتا ہے۔ علاوہ ازیں گردہ اور مثانہ کی پتھری بھی اس کے استعمال سے خارج ہو جاتی ہے۔ پیشاب کی جلن اور دشواری بھی دور ہو جاتی ہے۔ حدتِ خون میں بھی مفید ہے۔ بلغم، صفرا اور زہریلے فاسد مواد کو ختم کر دیتی ہے۔

راقم الحروف پاکستان کے اطبائے کرام، اور دیہاتی آبادیوں میں رہنے والے عوام سے پر زور گزارش کرتا ہے کہ وہ خونی بواسیر کے ہر مریض کو یہ عام مفت اور ہر موسم میں دستیاب ہونے والی بوٹی کے فوائد سے آگاہ کر کے مخلوق خدا کی خدمت کریں کیونکہ ؎

اطاعت بجز خدمتِ خلق نیست
بہ تسبیح و سجادہ و دلق نیست

بقیہ : مجلس ذکر

اصل بات دینداری ہے، اخلاق ہیں۔ حضور علیہ السلام نے خود شادیاں کیں۔ آپ نے ہمیشہ انہی مصالح طیبہ کو سامنے رکھا۔ پہلی بیوی سے شادی کی تو بیوہ، ایک دفعہ نہیں دو دو دفعہ، اور عمر سے آپؐ سے ۱۵ سال بڑی لیکن ان کی بلند اخلاق، بلند کرداری، ایثار اور پھر اسلام آنے کے بعد فوراً اسلام قبول کر لینا۔ ان چیزوں کی آپ بہت تعریف فرماتے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے لاڈ پیار میں آکر ایک دفعہ کہہ دیا۔ یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ خدیجہؓ کی اتنی تعریف کیوں فرماتے ہیں؟ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اس نے جو ایثار و قربانی کی وہ اسی کا حصّہ تھا اور اس کا اظہار وفاداری کا تقاضا ہے۔ ؎

وفاداری بشرط استواری اصل ایمان ہے

تو گویا مال، ازواج، اولاد صحیح ہوں، اچھے ہوں وہ قابل قدر ہیں۔ ان کا ذکر بھی نیکی ہے۔

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اہل و عیال، مال اور اعمال تین چیزیں ہیں جو قبر تک ساتھ جاتے ہیں۔ اعمال ساتھ قبر میں باقی واپس آ جاتے ہیں اس کے بعد ان سے تعلق ختم ہاں وہ اچھے ہیں تو ربط رہے گا یعنی وہ اولاد دعا کرے گی اور مال جو خرچ کیا ہے اس کا اثر بھی چلتا رہے گا۔

تو مختصر یہ کہ مال اور اولاد فی نفسہٖ نہ اچھے ہیں نہ بُرے۔ ہمارا طرزِ عمل، ہماری سوچ و فکر کی ان پر چھاپ لگے گی اس لیے ضرورت ہے کہ ہم اپنی اصلاح کریں کہ ہماری اصلاح پر ان کی اچھائی برائی کا مدار ہے۔

اللہ رب العزت ہمیں اصلاح کی توفیق دے اور مال اور اولاد کو باعث ہلاکت نہیں باعث اجر و ثواب بنائے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

بقیہ : جواب سپاسنامہ

اندر انہیں دیکھ کر بھی پیدا نہیں کی۔ بس اسی پہ افسوس آتا ہے کہ بڑوں کو دیکھا مگر کچھ حاصل نہ کر سکے۔ اس لیے نام لے لینا ہی بہت کافی ہے۔ یہ آپ حضرات کی محبت ذرہ نوازی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ حضرات کو مزید ترقیات عطا فرمائے اور اس محبت کا صلہ دنیا اور آخرت میں عطا فرمائے۔ میرے لیے بھی دعا فرماتے رہا کریں۔"

اس کے بعد دعا ہوئی اور حضرت امیر انجمن کی طرف سے دیے گئے عشائیہ میں شمولیت فرمانے کے بعد اپنی قیام گاہ پہ تشریف لے گئے۔

اس مجلس میں مہمان محترم کے علاوہ مولانا محمد اجمل، حضرت لاہوریؒ کے خادم خصوصی حاجی دین محمد صاحب، جناب نوابزادہ نصر اللہ خان صاحب اور دوسرے زعماء اور اہل دل نے شرکت فرمائی۔

بقیہ : خطبہ جمعہ

رہ گئے۔ اس لیے محض پیغمبر زادگی، شاہزادگی، صاحبزادگی اور پیرزادگی کوئی کام نہیں آتی، اللہ کو جو چیز پسند ہے وہ انسانی خوبیاں، کمالات اور فطرت صحیحہ کے مطابق زندگی گزارنا ہے۔ خاندانی نجابت ہیچ محض ہے۔ اصل مسئلہ تقویٰ و طہارت ہے۔ ہاں تقویٰ و طہارت کے ساتھ خاندانی نجابت و شرافت ہو تو سبحان اللہ۔

حضور علیہ السلام نے اس معاملہ میں واضح ارشادات فرمائے بلکہ اپنے نسب کے متعلق جو دنیا میں یقیناً ہر کسی کے نسب سے اعلیٰ ہے عدنان تک صحیح تسلیم فرمایا اس کے بعد فرمایا۔ کَذَبَ النَّسَّابُوْنَ۔ کہ نسب بیان کرنے والوں نے جھوٹ بولا۔ ہاں یہ حقیقت ہے کہ آپ اولاد ابراہیم میں سے ہیں۔ اسمٰعیل علیہ السلام آپ کے جدامجد ہیں۔ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلاً کا مصداق آپ ہی ہیں اس لیے تو آپ فرماتے ہیں اَنَا دَعْوَةُ اَبِیْ اِبْرَاهِيْمَ۔ کہ میں اپنے باپ ابراہیمؑ کی دعا ہوں۔ نیز یہ کہ سفر معراج میں مختلف آسمانوں پر انبیاء سے آپؐ کی جو ملاقات ہوئی۔ ان میں ہر نبی نے آپ کو صالح بھائی کہہ کر پکارا۔ جب کہ حضرت ابراہیمؑ نے ولد صالح کہہ کر خوش آمدید کہا تو بیت اللہ کی تعمیر کے وقت ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام نے جہاں اس گھر کی قبولیت کی دعا کی وہاں مناسک حج سکھلائے جانے، اپنی اولاد میں امتِ مسلمہ کے پیدا کئے جانے اور ایک خدا کی مخلوق کو خدا کا ایک ہی پیغام پہنچانے اور اس طرح پوری نسل انسانی کو ایک ہی زنجیر میں پرونے اور وحدت امت قائم کرنے کی دعائیں مانگیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے ہر ہر دعا قبول کی۔ بیت اللہ کی قبولیت کو دیکھیں تو پوری دنیا اس کی زیارت کے لیے بے تاب ہے۔ جنھیں موقعہ ملا وہ شادکام اور جنھیں نہیں ملا وہ دل ہی دل میں بے قرار و پریشاں حال ہے اور کئی ایسے ہیں جو دم گھٹ کر مر ہی جاتے ہیں اور یہ آرزو لے کر قبر کی گود میں جا پڑتے ہیں۔ مناسک حج بھی سکھلائے۔ دعا کے مطابق امت مسلمہ بھی پیدا فرمادی یعنی امت نبی آخرالزماں مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرَاهِيْمَ هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ کہ تمہارا طریق تمہارے ابا، ابراہیمؑ کا ہے۔ اس نے تمہارا نام مسلمان رکھا۔ اور آخری دعا کی کہ نبی بھیجا جائے۔ چنانچہ وہ بھی پوری ہوئی۔

حضور علیہ السلام نبی الانس والجن ہیں، نبی المشرق والمغرب ہیں۔ کالے گورے کے لیے آپ کا پیغام مشترک ہے۔ حتیٰ کہ بقول مولانا محمد قاسم نانوتوی علیہ الرحمۃ بانی دارالعلوم دیوبند کسی بھی سیارے میں کسی بھی مخلوق کا اتہ پتہ لگ جائے تو ان کے لیے حضورؐ کی نبوت پر ایمان لانا ضروری ہے ورنہ نجات نہ ہوگی۔

بیت اللہ کی زیارت وغیرہ کا مسئلہ پہلے بھی کسی نہ کسی صورت میں موجود تھا لیکن ۹ھ میں جس انداز سے حج کی عبادت فرض ہوئی۔ وہ اسلامی سادگی اور فطرت پسندی کا شاہکار ہے۔ اس عبادت میں فدویت و قربانی کا جو سلسلہ ہے ایک مخصوص لباس جو کفن نما ہے اور بے قراری و اضطراب کی جو صورت ہے وہ ایک عجیب صورت ہے، کبھی اُدھر کبھی اِدھر، ملتزم پر، مقام ابراہیم پر، حجر اسود کے بوسے، منیٰ عرفات مزدلفہ کے چکر وغیرہ ذالک اور پروردگارِ عالم کے سامنے نیازمندی اور عاجزی کا اظہار اور جمرات پر پتھر مارنا اور آخر میں قربانی کی عظیم سنّت کی ادائیگی یہ سب مشاغل مقدسہ اس عبادت کا حصّہ ہے۔ اور پھر زیارت مدینہ، سبحان اللہ۔ بلکہ بقول مولانا حسین احمد مدنی نوراللہ مرقدہ کہ ابتدا مدینہ سے ہو اور وہاں سیدالانس والجن صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور ہدیہ صلوٰۃ و سلام عرض کرکے وہاں سے سفارش کرکے بڑے دربار میں حاضری دے وہ مقدس عبادت جو ارکان خمسہ میں سے ایک ہے آج تک اسی طرح جاری ہے۔ دنیا نے اس کے خلاف سازشیں کیں لیکن بے سود، بلکہ ہر سال دنیا کے گوشے گوشے سے آدمیوں کا کھنچا چلا آنا اور اس میں ہر سال اضافہ اس گھر کی مقبولیت اور خلیل و حبیب کی اداؤں کی عنداللہ قبولیت کی دلیل ہے۔ جس طرح دنیا بھر کے مسلمان وہاں پہنچ کر تمام قومی، لسانی امتیازات وغیرہ مٹا کر امتِ واحدہ کا شاندار مظاہرہ کرتی ہے اور باقی دوائر میں بھی یہ طریق اپنائے اور سیاست، معیشت، اقتصاد، ہر اعتبار سے اپنے کو ایک سلک مروارید میں پرو لے تو یقیناً ملتِ مسلمہ حسین مستقبل سے بہرہ ور ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ توفیق عمل دے۔

بقیہ : اداریہ

دکھی دل سے کہہ رہے ہیں کہ جو لوگ حکومت اور حکومتی عمّال کی دھاندلیوں کو کھلی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں، وہ یہ سب کچھ دیکھنے کے باوجود اس طرح ہم دلی اور ہم زبانی کا مظاہرہ نہیں کر رہے جس کی شرعاً، اخلاقاً اور دیانتاً ضرورت ہے۔ بعض پولٹیکل افراد اور بعض مذہبی طبقے ہماری قومی زندگی میں انتشار و افتراق کا جو زہر گھول رہے ہیں اور جس طرح دوسروں کے ملّی اداروں پر شب خون مار مار کر اپنی سیاہ باطنی کا مظاہرہ کر رہے ہیں اس کا نتیجہ مکمل تباہی کے سوا اور کچھ نہ نکلے گا۔

سرکار نامدار نے آئندہ جنرل الیکشن کی تیاریاں شروع کر دی ہیں۔ پیر ما لیہ کی معافی، ڈویژنل سطح پر پارٹی کے افراد سے ملنا، طول طویل مشورے، روٹھے ہوئے کو منانے کے لیے بھاگ دوڑ، پیشگی ترقیوں کا اعلان جیسی جتنی بھی چیزیں ہیں وہ واضح طور پر جنرل الیکشن کے قریب سے قریب تر ہونے کا پتہ دے رہی ہیں اس صورت میں بہی خواہانِ ملک و ملّت پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ وقت ضائع کیے بغیر اجتماعی جدوجہد کا آغاز کر دیں۔ متحدہ محاذ کے قابل صد احترام رہنماؤں سے بالخصوص گزارش ہے کہ آپ نے اجتماعی قیادت کا حصول بنا کر ایک عظیم کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ اس اجتماعی قیادت کا دائرہ اگر مزید وسیع ہو سکتا ہے اور ایسا ممکن ہے تو یہ انتہائی بھلائی اور خوبی کی بات ہے لیکن اگر بعض لوگ اپنے معاملہ میں غلط فہمی کا شکار ہو کر اس دائرہ عمل میں شریک نہیں ہوتے تو نہ سہی۔ آپ موجودہ ڈھانچہ کو ہی مؤثر، مضبوط اور فعال بنا لیں تو قدرت کی بہترین رہنمائی کے ساتھ ساتھ عوام کی اخلاقی اور عملی امداد آپ کے ساتھ ہو گی۔

یاد رکھیے کہ آج جس نازک لمحات سے ہم دو چار ہیں۔ اس قسم کے لمحات میں قوموں کی بقاء و فنا کا فیصلہ ہوا کرتا ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ آپ کون سی راہ اپناتے ہیں؟

محاذ کے رہنماؤں کے علاوہ ہم ہر بہی خواہ ملک و ملّت سے خواہ وہ کہیں بھی ہو، کسی قسم کے دھندہ میں مشغول ہو۔ یہ کہنا چاہیں گے کہ انفرادی دھندے بہرحال جاری رہیں گے

آج بقا و استحکام وطن کی جنگ میں شرکت فرض و لازمی ہے۔

خدا ہمیں اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرنے اور انہیں نبھانے کی توفیق دے۔

۲۸/۱۱/۷۵

اپیل

مدرسہ حنفیہ انوار القرآن منڈی واربرٹن ضلع شیخوپورہ عرصہ دس سال سے شیخ العلماء حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی امیر جمعیۃ علماء اسلام پنجاب کی سرپرستی میں دینی خدمات سرانجام دے رہا ہے۔ مدرسہ میں درجہ کتب عربی اور قرآن پاک حفظ و ناظرہ کا معقول انتظام ہے جس کے لیے مولانا صفدر علی صاحب اور مولانا قاری عبد الرشید صاحب فاضل نصرۃ العلوم گوجرانوالہ تدریسی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ مقامی طلباء کے علاوہ بیرونی طلباء موجود ہیں۔ جن کے قیام طعام وغیرہ کا انتظام مدرسہ ہی کے ذمہ ہے لہٰذا مخیر حضرات سے اپیل کی جاتی ہے کہ صدقات، خیرات، زکوٰۃ اور چرمہائے قربانی سے مدرسہ کی امداد فرمائیں۔ تعمیر فنڈ میں بھی حصہ لیں۔

ترسیل زر کا پتہ: مولانا حسین علی مہتمم مدرسہ حنفیہ انوار القرآن منڈی واربرٹن ضلع شیخوپورہ

اعلان وفاق المدارس العربیہ کی نگرانی میں دورہ حدیث کے امتحانی نتائج آئندہ شمارہ میں ملاحظہ فرمائیں

مدیر انچارج

○ جلسوں پر دعوت دینے والے حضرات و دیگر احباب اس پتہ پر خط و کتابت کریں:-

مولانا فاروق احمد رشیدی جمعیۃ علماء اسلام خطیب جامع مسجد بلال شہید تاندلیانوالہ، ضلع لائل پور

(۸۱۸۹)

مَنْ اَنْصَارِیْٓ اِلَی اللہ

خُدّام الدّین

○
دینِ حق کا داعی و منادی ہے
○
پیغامِ ربانی کا علمبردار ہے
○
عظمتِ اسلاف کا نگہبان و پشتیبان ہے

اس لیے

ہم سب کا فرض ہے کہ اپنے اپنے دوائر میں اس کی بہتری کے لیے بھرپور جدوجہد کریں جس کا چندہ ختم ہو وہ فوری چندہ ارسال کرے، ایجنٹ تمام رقومات ادا کریں، کاروباری ادارے اشتہارات دیں

اور

اہل قلم ٹھوس، سنجیدہ، علمی اور اصلاحی مضامین

بھیجیں

یہی راہِ حق میں آپ کا تعاون ہو گا۔

خدام الدین اپنی صدائے مَنْ اَنْصَارِیْٓ اِلَی اللہ کیلئے آپ کے جواب کا منتظر ہے!

اختر شیرانی کی زبان میں عالم بالا سے مولانا ابوالکلام کا

پیغام

عشق و آزادی متاعِ زلیست کا سامان ہے
عشق میری جان، آزادی مرا ایمان ہے
عشق پر کردوں فدا میں اپنی ساری زندگی
لیکن آزادی پہ میرا عشق بھی قربان ہے

● میری پھوپھی زاد ہمشیرہ لاہور راوی روڈ ہسپتال میں زیر علاج ہے چند دنوں میں اپریشن ہونے والا ہے احباب سے دعا کی درخواست ہے۔

محمد رفیع نجم لاہور

---

۵ دسمبر ۷۵ء کا جمعہ مبارک

(جامع مسجد شیرانوالہ لاہور میں)

محقق العصر حضرت مولانا

محمد سرفراز خاں صاحب صفدر

قاضی عدالت شرعیہ پاکستان

پڑھائیں گے (ناظم)

---

۱۱ دسمبر بروز جمعرات

ایک سیرت

پڑھی جائے گی احباب یاد رکھیں!

مولانا عبیداللہ انور پرنٹر و پبلشر نے خواجہ طارق لطیف کیمبرج پرنٹنگ پریس لاہور میں چھپوا کر شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع کیا۔